ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ستمبر 2021ء - محرم الحرام 1443ھ (جلد 19 شمارہ 01)

جلد 19 شمارہ 01

ستمبر 2021ء - محرم الحرام 1443ھ

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود

فی شمارہ..........35روپے
سالانہ..............400روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈوکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 400 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال............افغانستان میں دوبارہ طالبان کا غلبہ..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط18)...........................اہلِ کتاب کی گمراہ کن

خواہش اور تلبیس وکتمانِ حق...// // 6

درسِ حدیث ....اپنی خواہشات نبی کے تابع کرنے کا حکم..........// // 14

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات...// // 20

نیکی کے متعلق اسلام کے تین بنیادی مطالبات (قسط:2)...............مولانا شعیب احمد 27

ماہِ جمادی الاخریٰ: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.....مولانا طارق محمود 30

علم کے مینار: ....امت کے علماء وفقہاء (قسط7)........مفتی غلام بلال 32

تذکرۂ اولیاء:......عمر رضی اللہ عنہ کا عوام سے سلوک (تیسرا حصہ).....مولانا محمد ریحان 36

پیارے بچو!..............................غصے والا لڑکا.............................// // 39

بزمِ خواتین ....حضانت (پرورش) میں خواتین کے اختیارات (دوسرا حصہ)...مفتی طلحہ مدثر 41

آپ کے دینی مسائل کا حل...''عمل بالحدیث'' کا حکم (قسط7)...ادارہ 48

کیا آپ جانتے ہیں؟...........اجتماعی قربانی کا عمل...........مفتی محمد رضوان 77

عبرت کدہ .... فرعون کی لاش کی حفاظت،

نشانِ عبرت کے طور پر...مولانا طارق محمود 82

طب وصحت......''اِذْخِرُ'' (ایک قسم کی خوشبودار گھاس).........حکیم مفتی محمد ناصر 86

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...............................// // 90

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال 91

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

افغانستان میں دوبارہ طالبان کا غلبہ

گزشتہ دنوں امریکہ اور اس کے حواری و اتحادی، افغانستان میں طالبان کی حکومت کا خاتمہ کرنے کے بعد تقریباً 20 سال کا عرصہ گزار کر افغانستان سے اپنا تسلط عملی طور پر ختم کر چکے ہیں، جہاں ایک مرتبہ پھر کافی حد تک ''طالبان'' حکومت کا غلبہ ہو چکا ہے، اور جس طرح سے یکا یک اور اچانک امریکہ اور اس کے اتحادیوں و حواریوں کی گرفت سے افغانستان میں اشرف غنی کی حکومت کا خاتمہ، اور ان کی جگہ ''طالبان'' جماعت کا غلبہ ہوا ہے، یہ سب کچھ عالمی دنیا کی سمجھ سے بالاتر ہے، اور بظاہر اس کے پیچھے قدرت کی طرف سے غیبی مدد ہی دکھائی دے رہی ہے، اگرچہ بعض لوگ اس کو عالمی سازش وغیرہ بھی قرار دے رہے ہیں، اور دوسری چہ میگوئیاں بھی کر رہے ہیں۔

دوسری طرف اس مرتبہ 20 سال کے بعد ''طالبان'' قیادت کا جو رویہ ابھی تک سامنے آیا، اور ان کی طرف سے جو بیانات جاری کیے گئے، ان سے محسوس ہوتا ہے کہ اس مرتبہ ''طالبان'' بیس سال کے عرصہ سے پہلے کے طالبان سے یکسر مختلف ہیں، جن کی طرف سے عالمی برادری کے ساتھ چلنے، اور کسی دوسرے ملک میں مداخلت نہ کرنے، اور وہاں کی رعایا اور عوام پر کسی قسم کا جبر نہ کرنے، اور بالفاظِ دیگر تشدد کے رویہ سے اجتناب کرنے کا عندیہ پیش کیا گیا ہے، ٹیلی ویژن اور بینکاری نظام وغیرہ کے بالکلیہ خاتمہ کا بھی اعلان نہیں کیا گیا، تعلیم گاہوں، ہسپتالوں، اور دیگر اداروں کے اہل کاروں کو بھی اپنا کام جاری رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے، اور خواتین کو بھی شرعی حدود میں رہتے ہوئے پورے پورے حقوق فراہم کرنے، اور خواتین کو مختلف شعبہائے زندگی میں اپنی خدمات سرانجام دینے کی اجازت کا عندیہ پیش کیا گیا ہے۔

اسی کے ساتھ افغانستان میں سیاسی، قبائلی اور مذہبی و مسلکی اعتبار سے بسنے والے لوگوں اور اثر و رسوخ رکھنے والی شخصیات کو ساتھ لے کر چلنے، ان کو حکومت میں شریکِ کار کرنے، اور میڈیا پر

www.idaraghufran.org

یکسر پابندی عائد نہ کرنے اور مخالفین کے لیے عام معافی جیسی چیزوں کا اعلان کیا گیا ہے، جس کے لیے مختلف قائدین و عمائدینِ افغانستان سے مشاورت بھی شروع ہو چکی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر طالبان کی طرف سے واقعتاً اس طرزِ عمل کو اختیار کیا گیا، اور برقرار رکھا گیا، اور تشدد و جبر سے اجتناب کیا گیا، اور شریعت کے جن مسائل میں اجتہادی اعتبار سے جس نوعیت کی گنجائش نکل سکتی ہے، اس کو موجودہ حالات کے پیشِ نظر ملحوظ رکھا گیا، تو امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے طالبان کی حکومت اور عالمی سطح پر دوررَس اور پائیدار اثرات مرتب ہوں گے۔

اس سے پہلے جناب ملا عمر صاحب کے دورِ حکومت میں طالبان کا طریقۂ کار مختلف تھا، جس میں فی الفور معاشی و معاشرتی نظام کے غیر اسلامی ہونے کی وجہ سے بساط لپیٹ دی گئی تھی، اس دور میں طالبان کی طرف سے اور بھی کئی ایسے اقدامات اور واقعات رونما ہوئے تھے، جن میں تعجیل اور جلد بازی کا مظاہرہ کیا گیا تھا، اور بہت سے فروعی، اجتہادی و اختلافی مسائل میں سختی کا رویہ اپنایا گیا تھا، جس کی وجہ سے عالمی سطح پر طالبان کے متعلق غلط تاثر پیدا ہوا تھا، اور عام لوگوں کے ذہنوں میں طالبان کے متعلق ایک مخصوص جبر و تشدد کا تصور قائم ہو گیا تھا، اور طالبان سے عوام کی وحشت میں اضافہ ہو گیا تھا، ہم نے اس وقت بھی طالبان حکومت کے اس طرزِ عمل کے مُضر اثرات کو محسوس کیا تھا، اور اس کا حسبِ موقع اظہار بھی کیا تھا۔

ظاہر ہے کہ طویل عرصہ سے کسی بھی بگڑے ہوئے اجتماعی نظام کو درست کرنے لیے متبادل نظام، اور رجالِ کار اور وقت سب کچھ درکار ہوا کرتا ہے، اور وسیع تر اجتماعی امور میں کافی حد تک لچک کی ضرورت ہوا کرتی ہے، شریعتِ مطہرہ نے ان سب امور کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے، اور اسی کو ''جامع حکمتِ عملی'' کا نام دیا جاتا ہے۔

ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ افغانستان میں بیس سالہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے تسلط کے دور میں طالبان قیادت جہدِ مسلسل اور عالمی حالات کا مشاہدہ کرنے کے مراحل سے گزر کر عالمی حکمتِ عملی اور وسیع تر شرعی تقاضوں کو سمجھ چکی ہے، اور ان میں حکمت و دانائی، بصیرت، دور بینی اور دور اندیشی پیدا ہو چکی ہے، جس میں ہمیں ان کے متعلق ابھی بدگمانی کرنا مناسب نہیں۔

www.idaraghufran.org

جس کی وجہ سے امید ہے کہ طالبان کی طرف سے اگر سنجیدگی، تحمل، حکمت وبصیرت، ٹھہراؤ اور مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے نظامِ حکومت کو آگے بڑھایا جائے گا، تو نہ صرف یہ کہ طالبان حکومت کو استحکام و پائیداری حاصل ہوگی، بلکہ عالمی دنیا کو بھی اسلامی نظامِ حکومت وسلطنت کی خوبیوں سے آگاہ ہونے کا موقع ملے گا، اور اس کے ساتھ ہی علمائے کرام واصحابِ علم اور اہلِ مدارس کے متعلق پائی جانے والی کئی قسم کی غلط فہمیوں کا خاتمہ بھی ہو سکے گا۔

لیکن اس کا مدار آگے آنے والے طالبان کے رویہ اور ان کے عملی دورِ حکومت پر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ طالبان قیادت کی طرف سے قابلِ تحسین بیانات سامنے آنے کے بعد اخبارات میں امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی کہ امید ہے طالبان انسانی حقوق سے متعلق کیے گئے نئے وعدوں کی پاسداری کریں گے، اگر طالبان کہتے ہیں کہ وہ شہریوں کے حقوق کا احترام کریں گے، تو امید کرتے ہیں، وہ اپنے بیان پر ثابت قدم رہیں گے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ طالبان کی باتوں پر یقین نہیں، جو وہ کہہ رہے ہیں، ان باتوں پر عمل کب ہوتا ہے؟ یہ دیکھیں گے۔

اور امریکی قومی سلامتی کے مشیر جیک سلیوان کے متعلق یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ طالبان کی حکومت کو تسلیم کرنے کا سوال قبل از وقت ہے، طالبان کا ٹریک ریکارڈ اچھا نہیں رہا، طالبان کے طرزِ عمل پر منحصر ہوگا کہ دنیا کو دکھائیں کہ وہ کون ہیں اور کیسے آگے بڑھنا چاہتے ہیں؟

بہر حال مذکورہ صورتِ حال میں طالبان کو عالمی حالات پر گہری نظر رکھ کر اور طاغوتی قوتوں کی طرف سے کی جانے والی ہر طرح کی سازشوں سے اپنے آپ کو بچا کر پوری حکمت وبصیرت، اور تحمل وبردباری کے ساتھ آگے بڑھنے اور اپنی جماعت کے نوجوان اور نئے افراد کی وسیع تر حالات کی روشنی میں تعلیم وتربیت اور وسعتِ ظرفی پیدا کرنے اور ان کو جمود وتعصب اور تشدد سے دور رکھنے اور کالی بھیڑوں سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہوگی، تاکہ اللہ نہ کرے، دوبارہ پھر طاغوتی قوتوں کی طرف سے کوئی سازش اور ڈھونگ رچا کر طالبان جماعت کو نقصان پہنچانے کا موقع حاصل نہ ہو سکے۔

اللہ کرے کہ ایسا ہو۔ آمین۔

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط18، آیت نمبر69 تا71) مفتی محمد رضوان

اہلِ کتاب کی گمراہ کن خواہش اور تلبیس و کتمانِ حق

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (69) يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (70) يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (71)(سورة آلِ عمران، رقم الآيات ٦٩ الى ٧١)

ترجمہ: چاہتی ہے ایک جماعت، اہلِ کتاب میں سے کہ کاش! گمراہ کردیں وہ تم کو، اور نہیں گمراہ کریں گے وہ، مگر اپنے آپ کو اور نہیں شعور رکھتے وہ (69) اے اہلِ کتاب کیوں کفر کرتے ہو تم، اللہ کی آیات کے ساتھ، اور تم گواہ بھی ہو (70) اے اہلِ کتاب کیوں تلبیس کرتے ہو تم حق کی، باطل کے ساتھ اور چھپاتے ہو تم حق کو، اور تم جانتے بھی ہو (71) (سورہ آلِ عمران)

تفسیر و تشریح

اس سے پہلی آیات میں اہلِ کتاب کی بعض کٹ حجتیوں اور گمراہ کن نظریات وافکار کا ذکر تھا، اب مذکورہ آیات میں بعض اہلِ کتاب کی مزید گمراہ کن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

جن میں ایک گمراہی یہ ہے کہ بعض اہلِ کتاب، بجائے اس کے کہ اپنی اصلاح کریں، اور ایمان قبول کریں، الٹا یہ چاہتے ہیں کہ جو ایمان لا چکے ہیں، ان کو بھی راستہ سے بھٹکا دیں، اور گمراہ کردیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا یہ طرزِ عمل ان کے اپنے آپ کو گمراہ کرنے میں داخل ہے، لیکن ان کو اس کا شعور نہیں۔

پھر اہلِ کتاب کو اللہ تعالیٰ کی آیات کا جانتے بوجھتے ہوئے انکار کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے، اور اس کے بعد اہلِ کتاب کے حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرنے اور حق کو چھپانے پر تنبیہ کی گئی ہے، جس کو وہ

خود بھی جانتے ہیں۔

اب مذکورہ بالا تینوں آیتوں کی بالترتیب کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

”وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ“

”چاہتی ہے ایک جماعت، اہل کتاب میں سے کہ کاش! گمراہ کردیں وہ تم کو، اور نہیں گمراہ کریں گے وہ، مگر اپنے آپ کو اور نہیں شعور رکھتے وہ“۔

مطلب یہ ہے کہ بعض اہلِ کتاب کی خواہش اور چاہت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کردیں، یعنی ان کو ایمان کے راستہ سے ہٹا کر اپنے راستہ پر ڈال دیں، یا کسی دوسری گمراہی میں مبتلا کردیں، لیکن اس گمراہ کرنے کے وبال سے وہ خود اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے، اور ان کو اس بات کا شعور نہیں ہے کہ مذکورہ طرزِ عمل کی وجہ سے، دراصل وہ خود اپنے آپ کو ہی گمراہ کرنے والے شمار ہوں گے، کیونکہ جب کوئی شخص خود گمراہی پر ہو، تو وہ پہلے سے ہی گمراہ ہے، اور پھر وہ دوسرے کو گمراہ بھی کرے، تو اس کی وجہ سے اس شخص کا یہ عمل مزید گمراہی کا ذریعہ ہوتا ہے، کیونکہ اس کا وبال اس پر بھی پڑتا ہے، اس لیے دوسرے کو گمراہ کرنے والا، دراصل پہلے خود اپنے آپ کو گمراہ کرنے والا شمار ہوتا ہے۔

سورہ بقرہ میں بھی اس طرح کا مضمون گزر چکا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے بہت سے اہلِ کتاب کی اسی طرح کی چاہت کا ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا. حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ. فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ. اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورة البقرة، رقم الآية ١٠٩)

ترجمہ: چاہتے ہیں بہت سے اہلِ کتاب کہ وہ لوٹا دیں تم کو تمہارے ایمان کے بعد کافر ہونے کی حالت میں، اپنے دلوں کے حسد کی بنا پر، بعد اس کے کہ واضح ہو چکا ہے ان

www.idaraghufran.org

کے لیے حق، پس تم معاف کرواور درگزر سے کام لو، یہاں تک کہ اللہ خود اپنا فیصلہ بھیج دے، بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے (سورہ بقرہ)

آج بھی بہت سے اہلِ کتاب کا یہی حال ہے، جو صرف مسلمانوں سے حسد کی وجہ سے ہے، اگر مسلمانوں کو ان سے مقابلہ کرنے کی قدرت نہ ہو، تو صبر سے کام لینا چاہیے، اللہ ان سے اس کا حساب خود لے لے گا۔

مذکورہ آیات میں سے دوسری آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

”يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ“

”اے اہلِ کتاب کیوں کفر کرتے ہو تم، اللہ کی آیات کے ساتھ، اور تم گواہ بھی ہو“۔

مذکورہ آیت میں اہلِ کتاب کو اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ انکار کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے، اور بتلایا گیا ہے کہ تمہیں اس کی حقیقت کا بھی علم ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ کتاب کو خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا علم تھا، ان کی شریعت میں خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنادی گئی تھی، اور اس چیز سے اہلِ کتاب واقف تھے، اس کے باوجود وہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آیات، یا تورات وانجیل میں موجود اس قسم کی آیات کا انکار کرتے تھے، جن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تھا، اور اس طرح کا انکار زیادہ برا ہے، جس کا علم ہو۔

جیسا کہ سورہ بقرہ میں یہ آیت گزر چکی ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ(سورة البقرة، رقم الآية ١٤٦)

ترجمہ: وہ لوگ کہ جنہیں عطاء کی ہم نے کتاب، پہچانتے ہیں وہ اس (نبی) کو اچھی طرح، جیسا کہ پہچانتے ہیں وہ اپنے بیٹوں کو، اور بے شک ایک فریق ان میں سے چھپاتے ہیں وہ حق کو، اور وہ (اس کا حق ہونا) جانتے ہیں (سورہ بقرہ)

معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونا اچھی طرح معلوم تھا، اس کے باوجود وہ اس حق کو چھپاتے تھے، اور آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں، جو حق کو چھپاتے ہیں۔

توراۃ، انجیل وغیرہ میں چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا ذکر تھا، جس کا انکار کرنے کے لیے وہ توراۃ، انجیل میں تحریف کیا کرتے تھے، اور اس طرح حق کو چھپالیا کرتے تھے، اس لیے اس کے بعد مذکورہ آیات میں سے تیسری آیت میں یہ فرمایا گیا کہ:

”یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ“

”اے اہلِ کتاب کیوں تلبیس کرتے ہوتم، حق کی، باطل کے ساتھ اور چھپاتے ہوتم حق کو، اور تم جانتے بھی ہو“۔

اہلِ کتاب کا یہ سخت مرض تھا کہ وہ حق اور باطل میں خلط ملط کرتے تھے، اور حق کو چھپالیا کرتے تھے، حالانکہ وہ اس سے واقف تھے، اور وہ دنیا کی خاطر ایسا کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ سورہ بقرہ میں بھی یہ مضمون گزر چکا ہے:

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ. وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(سورۃ البقرۃ، رقم الآیات، ۴۱، ۴۲)

ترجمہ: اور مت لو میری آیات (یعنی احکام) کے مقابلہ میں حقیر معاوضہ، اور خاص مجھ ہی سے ڈرو، اور نہ ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ، اور مت چھپاؤ حق کو، اور تم جانتے بھی ہو(سورہ بقرہ)

اور سورہ بقرہ میں یہ آیات بھی گزر چکی ہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ. اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیات ۱۵۹، و۱۶۰)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اُن باتوں کو چھپاتے ہیں، جو ہم نے واضح دلیلیں اور ہدایت نازل کی ہیں، اس کے بعد کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لیے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے، یہی لوگ ہیں کہ جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے

www.idaraghufran.org

ہیں۔مگر وہ لوگ جنھوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور کھول کر بیان کر دیا، تو یہ لوگ ہیں، جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں ہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہوں (سورہ بقرہ)

اورسورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (سورة النساء، رقم الآية ۴۶)

ترجمہ: ان لوگوں میں سے جو یہودی بن گئے، وہ بدل دیتے ہیں کلمات کو، ان کے (اصل) مقامات سے (سورہ نساء)

اورسورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (سورة المائدة ، رقم الآية ۱۳)

ترجمہ: بدل دیتے ہیں وہ، کلمات کو اپنے (اصل) مقامات سے (سورہ مائدہ)

اورسورہ مائدہ ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ (سورة المائدة، رقم الآية ۴۱)

ترجمہ: بدل دیتے ہیں وہ، کلمات کو اپنے (اصل) مقامات سے (سورہ مائدہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب اور بطورِ خاص یہودی لوگوں کا حق کو باطل کے ساتھ، خلط ملط کرنے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ وہ کلمات کو ان کے اصل مقام سے تبدیل کر دیا کرتے تھے، جس سے معنیٰ میں تحریف ہو جاتی تھی، اور اس طرح سے حق بات مخفی رہ جاتی تھی۔

اسلام میں بھی حق کو چھپانے کا وبال بڑا سخت ہے، اسی لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، وَالْوَاقِعِ فِيْهَا، مَثَلُ قَوْمٍ اِسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً، فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِيْ فِيْ أَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ أَعْلَاهَا،

فَتَـأَذَّوْا بِهٖ، فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا : مَا لَکَ، قَالَ: تَـأَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَا بُدَّ لِيْ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَوْا أَنْـفُسَهُـمْ، وَإِنْ تَـرَكُـوْهُ أَهْـلَكُوْهُ وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ (صـحـيـح البـخـارى، رقم الـحـديث ٢٦٨٦ ،كتاب الشهادات، باب القرعة فى المشكلات،ترمذى رقم الحديث ٢١٧٣،مسند أحمد، رقم الحديث ١٨٣٦١)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی حدود (واحکام) میں مداہنت کرنے (یعنی خود عمل کرنے اور دوسروں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنے) والے اوران میں واقع (یعنی اللہ کی حدوداوراحکام کوتوڑنے)والے ان لوگوں کی طرح ہیں،جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کر کے(اپنااپنا حصہ منتخب کیا)پس بعض کے حصہ میں کشتی کے نیچے والا حصہ آیا(وہ اس حصہ میں بیٹھ گئے)اور بعض کے حصہ میں کشتی کے اوپروالا حصہ آیا(وہ اس حصہ میں بیٹھ گئے)پھر نیچے والے پانی کی ضرورت کے لئے اوپروالوں کے پاس آنے لگے،جس سے اوپروالوں کوتکلیف ہوئی (پھر نیچے والوں میں سے)ایک شخص نے بسولہ لیا اور نچلے حصہ میں(سمندراور پانی کی طرف) سوراخ کرنے لگا تاکہ اس سے پانی لے اور اوپر والوں کو(ہمارے اوپر جانے سے)تکلیف نہ ہو،تواوپر والے لوگ اس کے پاس آئے اوراس سے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے اس نے کہا کہ تم لوگوں کو میرے (اوپرآکر)پانی حاصل کرنے کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور میرے واسطے پانی ضروری ہے،تو اگران (اوپر والے)لوگوں نے اس (کشتی میں سوراخ کرنے والے) کا ہاتھ پکڑلیا(اورسوراخ کرنے سے روک دیا ،تاکہ پانی کشتی کے اندر داخل ہوکراس کوغرق نہ کرے) تو وہ اس کو بھی (غرق اور ہلاک ہونے سے)نجات دلادیں گے،وراپنے آپ کوبھی نجات دلالیں گے،اوراگر اس کوچھوڑدیں گے(اورسوراخ کرنے سے نہیں روکیں گے،اورسوراخ سے پانی کشتی کے اندرداخل ہوجائے گا)تووہ اس (سوراخ کرنے والے)کوبھی ہلاک کریں گے،

www.idaraghufran.org

اور اپنے آپ کو بھی ہلاکت میں ڈالیں گے (بخاری)

معلوم ہوا کہ قدرت ہوتے ہوئے، نہی عن المنکر نہ کرنے کی صورت میں عذاب میں وہ لوگ بھی مبتلا ہوتے ہیں، جو گناہ سے تو بچے ہوتے ہیں، لیکن نہی عن المنکر نہیں کرتے۔

حق و باطل کی تلبیس کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر پیش کیا جائے، اور حقیقتِ حال کو چھپا دیا جائے، یا اس میں الفاظ کی ردو بدل کر کے تحریف کردی جائے، اسی طرح الفاظ کے ایسے معنیٰ اور تاویل کرنا، جو حق کے خلاف ہو، وہ بھی اس میں داخل ہے، جیسا کہ بعض نام نہاد علماء آج کل ایسا کرتے ہیں کہ وہ قرآن وحدیث کے غلط معنیٰ، یا غلط تاویل کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، اور یہ سب کچھ اپنی شہرت، اہلِ حق سے تعصب، یا مال و دولت بٹورنے کی خاطر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اصلاح فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

جلد 1
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 2
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)... کشفُ الغطاء عن وقت الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ.
(4)... کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم.

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 3
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبداء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبداءِ السفر قبل مبداءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرم کے بغیر سفر کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 4
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 5
علمی و تحقیقی رسائل

(1)... پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 6
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 7
علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 8
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 9
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 10
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃُ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 15
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...حقوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
(2)...سابِّ رسول کی سزا، وتوبہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 16
علمی و تحقیقی رسائل

(1)...جمعہ کے لیے جلدی جانے کی فضیلت کا وقت
(2)...اذانِ جمعہ پر سعی کی تحقیق
(3)...بروز جمعہ، نماز جمعہ وظہر کے مخصوص مسئلہ کی تحقیق
(4)...جمعہ میں اذنِ عام وحاکم کی تحقیق
(5)...تعددِ جمعہ واذنِ عام کی حقیقت

مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

اپنی خواہشات نبی کے تابع کرنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اِقْرَءُ وْا إِنْ شِئْتُمْ: اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (بخاری، رقم الحدیث ۴۷۸۱، ج۶ ص ۱۱۶، کتاب تفسیر القرآن، باب النبی أولی بالمؤمنین من أنفسهم)

ترجمہ: کوئی مومن ایسا نہیں ہے کہ میں سب لوگوں میں دنیا وآخرت کے اعتبار سے اس سے زیادہ تعلق نہ رکھتا ہوں، تم اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (بخاری)

مذکورہ آیت سورہ احزاب کی ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (سورة الاحزاب ، رقم الآية ٦)

ترجمہ: نبی زیادہ قریب ہیں، مؤمنین کے ساتھ ان کے نفسوں سے بھی (سورہ احزاب)

مطلب یہ ہے کہ مومنوں کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، اور محبت کا حق، تمام انسانوں میں سب سے زیادہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ (بخاری، رقم الحدیث ۱۵، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الإیمان)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص (پورا) ایماندار نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میرے ساتھ اپنے والد سے اور اپنی اولاد سے اور سب آدمیوں سے زیادہ

www.idaraghufran.org

محبت نہ رکھے (بخاری)

لیکن اس موقع پر یہ بات یاد رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت وہی ہے، جس میں آپ کی لائی اور بتلائی ہوئی باتوں کی اتباع واطاعت ہو، خواہ وہ بات کسی کی چاہت اور جذبہ کے موافق ہو، یہ مخالف ہو، کیونکہ نبی کی بعثت کا اصل مقصود، اس کی اتباع ہی ہوتی ہے، خواہ وہ اتباع کسی کام کے حکم سے متعلق ہو، یا ممانعت سے متعلق ہو۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوْا اللّٰهَ .إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورة الحشر، رقم الآية ٧)

ترجمہ: اور وہ چیز جو دے تمہیں رسول، تو لے لو تم اُس کو، اور وہ چیز جس سے روکے وہ تم کو، تو رک جاؤ تم، اور ڈرو تم اللہ سے، بے شک اللہ شدید سزا (دینے) والا ہے (سورہ حشر)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

دَعُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ (بخاری، رقم الحديث ٧٢٨٨، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم)

ترجمہ: میں جب تک تمہیں کسی چیز سے چھوڑے رکھوں (یعنی کسی چیز کا حکم نہ دوں) تو تم بھی مجھے چھوڑے رکھو (یعنی بلاوجہ اس کے متعلق مجھ سے سوال نہ کرو) بس تمہارے سے پہلے لوگ ان کے بلاوجہ کے سوال اور اپنے نبی پر اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں، اور جب میں تمہیں خود سے کسی چیز سے منع کروں، تو تم اس سے رک جاؤ، اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم کروں، تو اپنی حسبِ قدرت اس پر عمل کرو (بخاری)

اور یہ بات بھی واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، جو بھی بات فرماتے ہیں، وہ وحی کے درجے میں

ہوتی ہے۔

چنانچہ سورہ نجم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى.مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى.وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى.إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى(سورۃ النجم، رقم الآیات ۱ الیٰ ۴)

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ ڈوبنے لگے۔نہ گمراہ ہوا ہے ،تمہارا رفیق (وساتھی)اور نہ ہی وہ بہکا۔اور نہ بات کرتا ہے، وہ اپنی خواہش سے۔وہ تو صرف وحی ہے، جو اتاری جاتی ہے(سورہ نجم)

احادیث میں بھی اس مضمون کی وضاحت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِيْ قُرَيْشٌ، فَقَالُوْا:إِنَّكَ تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَقَالَ:اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنِّيْ إِلَّا حَقٌّ(مسنداحمد، رقم الحدیث ۶۵۱۰)[1]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جو چیزیں سن لیتا، ان کو میں لکھ لیتا، تا کہ یاد کر سکوں، مجھے قریش کے لوگوں نے اس سے منع کیا اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی سنتے ہو، سب لکھ لیتے ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک انسان ہیں، بعض اوقات غصہ میں بات کرتے ہیں اور بعض اوقات خوشی میں (اور ایسی باتوں کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے) ان لوگوں کے کہنے کے بعد میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ذکر کر دی، تو رسول اللہ صلی اللہ

[1] قال شعیب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لکھ لیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا ، قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهٖ: فَإِنَّكَ تُدَاعِبُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا (مسنداحمد،رقم الحديث ۸۴۸۱)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو ہمیشہ حق بات ہی کہتا ہوں، کسی صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ تو ہمارے ساتھ مزاح بھی کرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو مزاح میں بھی ہمیشہ حق بات ہی کہتا ہوں (مسند احمد)

اس طرح کی آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، مزاح اور غصہ میں بھی حق بات ہی فرمایا کرتے تھے۔

اور اسی بناء پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو اپنی عقل وخواہش کے خلاف، یا موافق ہونے کی بنیاد پر رَد، یا قبول کرنا درست نہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ (سورة القصص،رقم الآية ۵۰)

ترجمہ: پھر اگر وہ قبول نہ کریں، آپ کی بات کو، تو جان لو کہ وہ صرف اتباع کرتے ہیں، اپنی خواہشات کی، اور کون ہوگا زیادہ گمراہ اس سے جس نے اتباع کی اپنی خواہش کی، اللہ کی ہدایت کے بغیر، بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں (سورہ قصص)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوى من أجل محمد(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

اوراسی وجہ سے اپنی خواہشات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکام کے تابع کیے بغیر کامل مومن ہونا ممکن نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ (شرح السنة للبغوی، ج ۱ ص ۲۱۳، کتاب الایمان، باب رد البدع والأهواء، المکتب الإسلامی -دمشق، بیروت، الابانة الکبریٰ لابنِ بطة، رقم الحدیث ۲۹۱، السنة لابنِ ابی عاصم رقم الحدیث ۱۴)

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کی خواہشات، میرے لائے ہوئے احکام کے تابع نہ ہوجائیں (شرح السنۃ)

مذکورہ حدیث کو علامہ ابنِ حجر اور امام نووی صاحبان نے صحیح قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: فتح الباری لابنِ حجر، ج ۱۳ ص ۲۸۹، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، قوله باب ما یذکر من ذم الرأی، (الاربعون النوویة، ۱۱۳، الحدیث الحادی والأربعون)

لیکن بعض دیگر حضرات نے اس حدیث کو سند کے لحاظ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۲]

(ملاحظہ ہو: أنِیسُ السَّاری فی تخریج احادیث فَتح البَاری، ج ۳ ص ۱۵۴۱، تحت رقم الحدیث ۴۵۸۴، حرف اللام الالف)

تاہم اس حدیث کے معنیٰ کی تائید دیگر معتبر احادیث کے مفہوم سے ہوتی ہے۔

(ملاحظہ ہو: مشارق الأنوار الوهاجة ومطالع الأسرار البهاجة فی شرح سنن الإمام ابن ماجه، لمحمد بن علی بن آدم بن موسی، ج ۱ ص ۲۸۲، باب تعظیم حدیث رسول الله –صلی الله علیه وسلم– والتغلیظ علی من عارضه)

مگر آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے دینی ذہن رکھنے والے لوگ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو ماننے کے لیے اپنے جذبات وخواہشات کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، اور جب ان کے جذبات وخواہشات اس بات کو قبول کرنے کے لیے کسی طرح آمادہ نہیں ہوتے، تو معتبر احادیث کے صاف انکار کی تو جرأت، ان کو ہوتی نہیں، اس لیے احادیث کے معنیٰ ومطلب میں دور دراز کی تاویلات کرکے اپنے جذبات وخواہشات کی تکمیل کرتے ہیں، اور اس کا رنگ بعض اوقات بڑا خوش کن ہوتا ہے، جو نفس وشیطان کی تلبیس سے ہوتا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس وشیطان، علماء وصلحاء،

www.idaraghufran.org

صوفیاء ومشائخ ہر ایک پر تلبیس کرسکتا ہے۔

اسی طرح ہم نے دیکھا کہ بہت سے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے عنوان سے کئی قسم کے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں، مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے نام پر آج کل جو''میلادُ النبیؐ'' کا جشن منایا جاتا ہے، اس کا حال سب کو معلوم ہے، موسیقی، بے پردگی، ایذاء رسانی، گزرگاہوں کی بندش، شوروشغب، فضول خرچی، اور نہ جانے کتنے گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

بعض اوقات ناموسِ رسالت کے عنوان سے احتجاج، جلوس اور ریلیاں نکالنے اور دھرنے دینے کے لیے راستوں اور گزرگاہوں کو بند کردیا جاتا ہے، بے شمار ضرورت مندوں اور مریضوں وغیرہ کے کاروبار، مشاغل اور ضروریاتِ زندگی میں خلل پیدا کیا جاتا ہے۔

نعتِ رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر موسیقی، اور گانے کے آلات اور انداز کو اختیار کیا جاتا ہے، اور جھوٹے، خودساختہ اور غلو والے مضامین پر مشتمل اشعار پڑھے جاتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے اعتدالیوں پر مبنی محبت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کے بجائے، دراصل اپنی خواہشات کی اتباع میں داخل ہے، جس پر نفس وشیطان نے خوش کن اور مزین محبت کا لیبل لگا کر تلبیس کردی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کی بے اعتدالیوں سے حفاظت فرمائے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت و اطاعت کا جذبہ پیدا فرمائے، جو نفس وشیطان کی تلبیسات سے پاک ہو۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

متنازع،روایتی اختلافات میں غلو

(18-رمضان-1442ھ)

آج کل بہت سے مسلمان ایسے گناہوں میں کثرت کے ساتھ مبتلاء ہو گئے ہیں، جن کے گناہ ہونے میں، نہ تو امتِ مسلمہ کے درمیان کوئی قابلِ ذکر اختلاف ہے، اور نہ کسی مسلمان کو ان کے گناہ ہونے میں شک ہوسکتا ہے، اوپر سے غضب یہ ہوا کہ ان گناہوں کی طرف گناہ کرنے والوں کی توجہ بھی نہیں رہی، جس کی وجہ سے اپنے آپ کو دین دار سمجھنے والے مسلمانوں کا بڑا طبقہ بھی ان گناہوں میں مبتلا ہو گیا ہے، پھر اس پر ظلم یہ کہ مقتدائے دین سمجھے جانے والے حضرات، ان گناہوں پر نکیر نہیں کرتے اور ان کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے، چنانچہ بطورِ خاص میڈیا کے ذریعے کئی سنگین گناہ عام ہوتے جا رہے ہیں، اسی طرح معاشرہ میں اور بھی کبیرہ گناہوں کا دوردورہ اور کثرت ہے، دوسری طرف یہ المیہ ہے کہ دین دار اور مقتدائے دین حضرات، مذکورہ گناہوں کی اصلاح وجدوجہد کے بجائے، ایسے باریک، نظری، اجتہادی، اختلافی اور فروعی وروایتی مسائل میں ایک دوسرے کے خلاف اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے میں مصروف ہیں کہ جن کے متعلق قیامت کے دن سوال ہونے کا بھی خطرہ نہیں، بشرطیکہ ان میں اعتدال کو ملحوظ رکھا جائے۔

مثلاً آج کل ایک ہی مسلک سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء میں حیات وممات، اور سماعِ موتی وعدمِ سماعِ موتی اور قبر وبرزخ وغیرہ کی کیفیات، نوعیات اور مقامات وغیرہ کے حوالہ سے اس قدر فضول اور لایعنی گفتگو اور بحث ومباحثہ کا طویل سلسلہ جاری ہے کہ جس کی کوئی حد وانتہاء نہیں، اور حال یہ ہے کہ اس موضوع پر تحقیق سے زیادہ تبلیغ اور ایک دوسرے کے خلاف بڑھ چڑھ کر تردید، اور ایک دوسرے کی تذلیل وتحقیر اور فتوے بازی کا بازار گرم ہے۔

www.idaraghufran.org

یہاں تک کہ اپنے مخالف علمائے دین کو کافر اور زندیق وغیرہ نہ جانے کیا کچھ کہا جا رہا ہے۔
اگر صورتِ حال یہی برقرار رہی، تو اندیشہ ہے کہ آپس میں خونریزی کی بھی نوبت نہ آ جائے، جو بدقسمتی سے بہت سے مقامات پر پیش بھی آ چکی ہے، اللہ تعالیٰ اس قسم کی بے اعتدالیوں سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔
خیرُ القرون اور متقدمین کے مبارک ادوار میں اس قسم کے مسائل میں، یا تو علمائے امت نے عوام کے سامنے سکوت رکھا، یا اتنے اجمال پر اکتفاء کیا، جو اِن کے عقل وفہم کے دائرہ میں تھا، جس کی وجہ سے عوامُ الناس میں فتنہ رونما نہ ہوا، اور معاملہ حدِ اعتدال سے متجاوز نہ ہوا۔
لیکن آج اس قسم کے مسائل میں، کم علم اور کم عقل عوام کے سامنے ایسی ایسی نازک اور بے سروپا بحثیں اور قیاس مع الفارق والی مثالیں چھیڑی جاتی ہیں، جو ان کی فہم وعقل سے بالاتر ہوتی ہیں، اور ''یک من علم را دہ من عقل باید'' کا اصول ملحوظ نہ ہونے کی بناء پر بہت سے علماء وصلحاء کو جہلائے زمانہ کے ہاتھوں تختۂ مشق بنوادیا جاتا ہے ''**العیاذ باللّٰہ من ذالک**''
ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کو صریح محرمات اور گناہوں سے بچانے اور دینِ اسلام کے مسلمہ احکام کی بجا آوری کی تبلیغ واصلاح میں اپنی صلاحیتوں کو مصروف کیا جائے، اور اس قسم کے علمی، تحقیقی اور نظری مسائل کو سنجیدہ اور محقق ومعتدل اصحابِ علم کے سپرد کیا جائے، اور طرفین سے مسلمہ ومتفقہ اصولوں کی پاسداری کا اہتمام کیا جائے، اور متنازع کیفیات ونوعیات وغیرہ میں زیادہ کدوکاوش اور کھود کرید سے کام نہ لیا جائے۔
لیکن یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک طرفین کے سنجیدہ اصحابِ علم اپنے اپنے حلقوں میں اس قسم کے مسائل میں پیدا ہونے والی بے اعتدالیوں وبدعنوانیوں کی اصلاح کی کوشش نہیں فرمائیں گے، اور صرف اپنے مخالفین کی بے اعتدالیوں وبدعنوانیوں پر چرچا کرنے اور فتوے بازی کی روایت کو ترک نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

’’مکتبہ شاملہ لائبریری‘‘ کے استعمال پرشبہات کا جواب

(28-شوال-1442ھ)

آج کل بہت سی دینی کتب کا ذخیرہ اور علمی مواد کمپیوٹر پر منتقل ہو چکا ہے، جس طرح بہت سی دوسری چیزوں کا ذخیرہ کمپیوٹر کے پروگرام میں منتقل ہو چکا ہے، حکومتی، اور عوامی سطح پر مختلف اداروں کے کاروباری مشاغل اور ضروریاتِ زندگی میں اپنی اپنی ضرورت کی حد تک کمپیوٹر کا استعمال بلاتردد ہورہا ہے، جو مواد پہلے کاغذوں، کاپیوں اور رجسٹروں وغیرہ میں پایا جاتا تھا، جس کو مینول (Manual) کام کہا جاتا تھا، وہ رفتہ رفتہ ڈیجیٹل (Digital) بنتا جارہا ہے۔

شرعی حدود کوملحوظ رکھتے ہوئے، کمپیوٹر اور ڈیجیٹل پروگرام کو جائز اور مباح طریقہ پر استعمال کرنے، اور اسی ضمن میں مطالعہ اور علم وتحقیق کے لیے بھی استعمال کرنے میں گناہ نہیں، جس طرح زندگی کے دوسرے شعبوں میں مختلف جدید ذرائع اور وسائل کو شرعی حدود کا لحاظ کرتے ہوئے استعمال کرنا گناہ نہیں۔

چنانچہ آج کل بہت سے اصحابِ علم کمپیوٹر کے’’ مکتبہ شاملہ‘‘ پروگرام سے استفادہ کرتے ہیں، اور اس سے استفادہ کرتے ہوئے مختلف علمی وتحقیقی کام سرانجام دیتے ہیں۔

لیکن موجودہ زمانہ میں جامد علماء کا ایک طبقہ وہ ہے، جو مکتبہ شاملہ کے استعمال پر طرح طرح کے شبہات واعتراضات کرتا ہے، اور اس پروگرام کے استعمال کرنے والوں کو’’ لکیر کا فقیر‘‘ وغیرہ قرار دیتا ہے، جیسا کہ مکتبہ شاملہ کا استعمال بذاتِ خود کسی فعلِ منکر میں داخل ہو۔

ان حضرات کی طرف سے بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ مکتبہ شاملہ والے دینی کتابوں اور دینی مواد میں ردوبدل اور تحریف وترمیم کرتے ہیں، اس لیے مکتبہ شاملہ میں موجود کتابوں اور علمی مواد پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، جب تک خارجی طریقہ پر عبارات کو کاغذ پر طبع شدہ نسخوں سے ملا کر تصدیق نہ کر لی جائے۔

حالانکہ مکتبہ شاملہ میں جو کتب شامل کی جاتی ہیں، وہ مختلف مکتبوں کی شائع شدہ ہوتی ہیں، مکتبہ شاملہ کے منتظمین کو جن مکتبوں کی طرف سے کتب وغیرہ کا مواد فراہم کیا جاتا ہے، وہ حسبِ منشاء اس کو مکتبہ شاملہ کا حصہ بنادیتے ہیں، اور اپنی حسبِ حیثیت خود بھی کمپوزنگ اور کتابت کے بعد ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے، مواد کو مکتبہ شاملہ میں شامل کردیتے ہیں۔

بعض اوقات مختلف مکتبوں اور مطبعوں سے شائع شدہ نسخوں میں کسی جگہ عبارت میں فرق ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں جس مکتبہ اور مطبع کا نسخہ ''مکتبہ شاملہ'' والوں کو حاصل ہوگا، وہ اسی کے مطابق مکتبہ شاملہ میں شامل کریں گے، ایسی صورت میں کسی عبارت کے اندر فرق کو مکتبہ شاملہ کے منتظمین کی طرف منسوب کرنا درست نہ ہوگا۔

کیونکہ اس طرح کے کاغذ پر طبع شدہ نسخے ہندوستان و پاکستان وغیرہ کے بہت سے مدارس وجامعات اور کتب خانوں میں بھی موجود ہوتے ہیں، جن سے اہلِ علم حضرات استفادہ کرتے ہیں۔

جہاں تک بعض جگہ عبارات میں اغلاط کا تعلق ہے، تو نسخوں میں اس طرح کی اغلاط تو بہت سی کاغذ پر طبع شدہ ایسی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہیں، جو ہندوستان و پاکستان اور دوسرے ممالک میں طبع ہوتی ہیں، اور وہ مستند علماء کے زیرِ مطالعہ، یا ان کے زیرِ نگرانی مدارس وجامعات اور ان کے کتب خانوں اور لائبریریوں میں موجود ہوتی ہیں۔

لہٰذا بعض جامد و متعصب حضرات کا دوسرے مکتبوں اور لائبریریوں کو نظر انداز کر کے، محض مکتبہ شاملہ پر اس طرح کے اعتراضات وشبہات کرنا، اور مکتبہ شاملہ سے استفادہ کرنے والوں کی طرف ''لکیر کا فقیر'' وغیرہ ہونے کی نسبت کرنا، درست نہیں۔ اور یہ پہلے بتلایا جا چکا کہ کمپیوٹر، یا اس سے متعلق پروگراموں میں موجود کتب سے استفادہ کرنا، شرعی اعتبار سے بذاتِ خود ممنوع نہیں، مکتبہ شاملہ وغیرہ جیسے پروگرام بھی جدید دور کے مکتبے اور لائبریریاں ہیں، جس طرح جہاز اور دوسری بے شمار جدید مشینریاں، جدید دور کے مختلف تیز اور سہل ذرائع ہیں۔

پس جس طرح جہاز اور دوسری جدید مشینریوں کے استعمال پر محض اس وجہ سے نکیر کرنا درست نہیں کہ وہ گزشتہ دور کے ذرائع اور وسائل سے مختلف ہیں، اسی طرح کمپیوٹر کے پروگراموں اور لائبریریوں پر بھی محض اس کے جدید ذریعہ اور وسیلہ ہونے کی وجہ سے نکیر کرنا درست نہیں۔

اور جہاں تک بعض حضرات کی طرف سے اس بات کا تعلق ہے کہ جب تک کاغذ پر طبع شدہ کتابوں کے دوسرے نسخوں سے عبارت کو ملا کر نظرِ ثانی نہ کرلی جائے، اس وقت تک محض مکتبہ شاملہ پر اعتماد کرنا درست نہیں، تو اس کے متعلق عرض ہے کہ تحقیق کا دائرہ محدود نہیں، جس طرح خارجی اور کاغذ

پر طبع شدہ کتابوں اور لائبریریوں میں مطالعہ کرنے اور ان سے استفادہ کرنے والوں کے لیے بھی تحقیق کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ عبارت کو ان کتابوں کے دوسرے مطبوعہ نسخوں سے ملا کر تائید حاصل کریں، اسی طرح مکتبہ شاملہ کی لائبریری میں مطالعہ کرنے اور اس سے استفادہ کرنے والوں کے لیے بھی تحقیق کا یہ ایک طریقہ ہے، لیکن جس طرح کاغذ پر طبع شدہ کتابوں میں مطالعہ کرنے اور ان سے استفادہ کرنے والوں کو اس چیز کا مکلّف کرنا درست نہیں کہ وہ ہر ہر عبارت کی تائید وتصدیق دوسروں نسخوں سے نظرِ ثانی کرکے اور ملا کر حاصل کیا کریں، اسی طرح مکتبہ شاملہ کی عبارت کا بھی معاملہ ہے، البتہ جہاں کسی عبارت میں اشتباہ واقع ہو، یا دوسرے نسخے سے تعارض محسوس ہو، وہاں اس طرزِ عمل کو اختیار کرنے میں حرج نہیں، لیکن کاغذ پر طبع شدہ کتابوں اور لائبریریوں سے استفادہ کرنے کی صورت میں اس چیز کا مکلّف نہ کرنا، اور محض مکتبہ شاملہ کی لائبریری سے استفادہ کرنے والوں کو اس بات کا مکلّف کرنا درست نہیں۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ مکتبہ شاملہ کے پروگرام میں کچھ ایسا مواد، یا بعض ایسی کتب، یا ایسے مضامین پائے جاتے ہیں، جو مستند ومعتمد نہیں، یا اُن میں کتابت اور کمپوزنگ وغیرہ کی اغلاط پائی جاتی ہیں، لیکن یہ بات مکتبہ شاملہ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ عام معاشرے میں کاغذ پر شائع ہونے والی کتب ومضامین اور لائبریریوں میں موجود مواد میں بھی کم وبیش یہ بات پائی جاتی ہے۔

مزید براں یہ کہ مکتبہ شاملہ لائبریری کے منتظمین کی طرف سے اس پروگرام میں ''موافق للمطبوع'' اور ''غیر موافق للمطبوع'' کی نشاندہی کی جاتی ہے، اور مطبوعہ نسخے کا مکمل حوالہ بھی ذکر کیا جاتا ہے، اور مکتبہ شاملہ پروگرام کے انٹرنیٹ سے وابستہ ہونے کی صورت میں اس کے مطبوعہ نسخے کی طرف رجوع اور لنک (Link) کا آپشن بھی موجود ہوتا ہے، اور جو مواد مکتبہ شاملہ کے منتظمین اپنی ذمہ داری پر شامل کرتے ہیں، اس کی ''من کتب الموقع الرسمی'' لکھ کر نشاندہی کی جاتی ہے، اور یہ مواد ''مقفّل'' ہوتا ہے، جس میں مکتبہ شاملہ کے منتظمین کے علاوہ، کسی دوسرے کی طرف سے ترمیم وتحریف کا امکان نہیں ہوتا۔

مکتبہ شاملہ لائبریری سے استفادہ کرنے والے جو حضرات اس قسم کے امور سے ناواقف ہوتے

ہیں، وہ ان چیزوں کو ملحوظ نہیں رکھتے، لیکن اس میں ان کی اپنی کوتاہی شامل ہوتی ہے، اس کوتاہی کی مکتبہ شاملہ لائبریری کے منتظمین کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔

جو اہلِ علم حضرات مکتبہ شاملہ لائبریری کے پروگرام اور اس کے مختلف آپشنز (Options) سے پوری طرح واقف نہیں، وہ اس پر خوامخواہ طرح کے اعتراضات وشبہات کرتے رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں مکتبہ شاملہ لائبریری میں کتب اور مواد شامل کرنے، یا مواد فراہم کرنے والے حضرات میں ہمارے یہاں کے بیشتر حضرات سست روی کا شکار ہیں، اور اس طرف متوجہ نہیں، وہ عربی زبان میں تحریر شدہ مواد کو مکتبہ شاملہ میں شامل کرنے کرانے کا اہتمام نہیں کرتے، اور دوسرے سلسلوں کے حضرات، بالخصوص سلفی اور اہلِ حدیث کہلائے جانے والے افراد، اس معاملہ میں مستعد ہیں، وہ اپنے سلسلے کی کتابوں، نسخوں اور مواد کو مکتبہ شاملہ نام کی لائبریری کے پروگرام میں شامل کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں، اس لیے ان کے مقابلے میں سست روی کا شکار رہنے والے جامد حضرات اپنی کام چوری کا الزام دوسروں کے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ورنہ واقعہ یہ ہے کہ مکتبہ شاملہ لائبریری کے ذریعے علماء و محققین کے لیے بڑی سہولت پیدا ہوگئی ہے، اور جن کتب کو وہ بیش بہا سرمایہ خرچ کرکے، اور وسیع ترین جگہ مہیا کرکے ہی استفادہ کرسکتے تھے، ان کو اس مکتبہ کے ذریعے اس طرح کی مشکلات سے کافی حد تک نجات حاصل ہوگئی ہے۔

افسوس کہ جو حضرات خود تو کوئی جدید دور کے تقاضوں کے مطابق علمی و تحقیقی کام کرنے کے لیے تیار نہیں، وہ حضرات اس مکتبہ شاملہ لائبریری کے استعمال کرنے پر طرح طرح کے بے سروپا اعتراضات وشبہات کرتے ہیں، جو ''نہائیں، نہ نہانے دیں'' والی بات ہے۔

اور دوسری طرف ان معترض حضرات کی حالت یہ ہے کہ دینی مقاصد اور دنیاوی ضروریات کے لیے دیگر جدید ذرائع اور وسائل کو بلا کھٹک وتردد استعمال کرتے ہیں۔

چنانچہ پہلے دور میں پائی جانے والی سواریوں، مثلاً اونٹ، بیل، گھوڑوں، وغیرہ کے مقابلے میں، جدید دور کی تیز اور آسان سواریوں، مثلاً موٹر سائیکل، گاڑی، ٹرین، جہاز وغیرہ کا استعمال بلاتردد کیا جاتا ہے، دینی اور دنیاوی ضروریات کے لیے، ان جدید ذرائع کے استعمال پر نکیر نہیں کی جاتی، یہاں تک کہ تعلیمی وتبلیغی دورے اور دینی سفر واسفار اور حج وعمرہ کو انجام دینے کے لیے بھی ان

چیزوں کو بلاتأمل استعمال کیا جاتا ہے، اور اگر کوئی ان جدید وسائل کے بجائے قدیم ادوار کی سواریوں کے استعمال پرزوردے، تو اس کی بات کو اہمیت نہ دی جائے، بلکہ اسے احمق، بے وقوف اور لکیر کا فقیر، اور نہ جانے کیا کچھ قرار دیا جائے۔یہی حال بجلی، پٹرول وغیرہ کے ذریعے اور ڈیجیٹل طریقہ پر چلنے والی دوسری چیزوں کے استعمال کا بھی ہے، مثلاً پنکھے، ائرکولر، لاؤڈسپیکر، ٹیلی فون، موبائل، ڈیوائس وغیرہ کا۔پس جب معاشرتی زندگی میں دوسرے جدید مباح وسائل اور ذرائع کے استعمال پر نکیر نہیں کی جاتی، تو علم وتحقیق کے لیے کمپیوٹر کی مکتبہ شاملہ لائبریری کے استعمال پر نکیر کرنے کا کیا مطلب؟ جہاں تک اس سلسلے میں مختلف کوتاہیوں کی شکایت کا معاملہ ہے، تو اس طرح کی کوتاہیاں دوسرے جدید وسائل اور ذرائع کے استعمال میں بھی پیش آسکتی ہیں، اور آتی ہیں، ایسی صورت میں خاص ان کوتاہیوں سے بچنے بچانے کی ضرورت ہوگی، اور اس کے بجائے بذاتِ خود اس مباح اور جائز چیز کے استعمال پر نکیر کرنا، اور اس کے لیے الگ اصول مقرر کرنا درست نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اصلاح کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

www.idaraghufran.org

مقالات و مضامین — مولانا شعیب احمد

نیکی کے متعلق اسلام کے تین بنیادی مطالبات (قسط:2)

نیکی کے متعلق اسلام کا تیسرا اہم اور بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ نیکی کرنے کے بعد اس کی حفاظت اور نگہبانی بھی کی جائے۔ اگر کسی انسان نے اچھائی تو کی، لیکن اپنے کسی فعل و عمل کی وجہ سے اس کو برباد کر بیٹھا تو ایسی نیکی آخرت میں اس کے کیا کام آسکے گی؟ کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی بڑی محنت اور مشقت سے کوئی بھلائی کا کام کرتا ہے لیکن کسی گناہ کی وجہ سے وہ نیکی ضائع ہو جاتی ہے اور آخرت میں انسان اس سے کوئی نفع نہیں اٹھا سکے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

> ”مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ“ (سورة الأنعام، رقم الآية: ١٦٠)
>
> ”جو کوئی ایک نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لیے اس (نیکی) کا دس گنا اجر ہوگا، اور جو کوئی ایک برائی لے کر آئے گا تو اس کو اسی (ایک برائی) کے برابر سزا دی جائے گی، اور لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا“ (انعام)

آیتِ مذکورہ میں نیکی یا گناہ کرنے کا نہیں بلکہ نیکی یا گناہ لے کر آنے کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نیکی اور گناہ دونوں ہی کام ایسے ہیں کہ جو انسان کے کچھ افعال کی وجہ سے ختم بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے توبہ و استغفار سے گناہ دُھل جاتے ہیں اور انسان کے نامۂ اعمال سے مٹا دیے جاتے ہیں، بالکل اسی طرح کچھ کام ایسے بھی ہیں کہ جن کی وجہ سے انسان کی نیکیاں مٹا دی جاتی ہیں اور وہ ضائع ہو کر رہ جاتی ہیں۔

نیکی کرنے کے بعد اس کا ضائع ہو جانا یہ بہت بڑا گھاٹا اور نقصان ہے۔ ایک آدمی سرے سے نیکی کرتا ہی نہیں، یہ بھی خسارے کا سودا ہے لیکن جو شخص محنت کر کے نیکی کرے اور پھر اس کو بدلے میں کچھ بھی نہ ملے تو ظاہر ہے کہ یہ زیادہ بڑا گھاٹے کا سودا ہے۔ اس کو یوں سمجھیے کہ ایک مزدور سارا دن

www.idaraghufran.org

محنت مزدوری کرتا ہے، اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر اپنی روزی روٹی کماتا ہے۔ پورا دن جان کھپانے کے بعد جب شام سمے وہ اپنی مزدوری وصول کر کے گھر کی راہ لے، اور راستے میں کوئی لٹیرا اس سے مزدوری کی رقم چھین کر بھاگ جائے تو اسے کس قدر حسرت وافسوس ہوگا۔

کچھ اسی طرح کا معاملہ ہے اس شخص کا بھی کہ جو اپنی دنیاوی زندگی میں محنت کر کے، اپنے آرام میں خلل گوارا کر کے اور اپنے دیگر کاموں کو چھوڑ کر نیکیاں کمائے لیکن ان کی حفاظت نہ کر سکے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آخرت میں اس کی حسرت و بیچارگی کا کیا عالم ہوگا۔ ع

نا امیدی اُس کی دیکھا چاہیے

اس لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ آدمی نیکیاں کرے وہیں یہ بھی لازم ہے کہ انسان ان نیکیوں کی پاسبانی اور نگرانی بھی کرے اور اپنی نیکیوں کو باحفاظت آخرت کے جہان میں اپنے ساتھ لے کر جائے تاکہ وہ ان نیکیوں کا صلہ اور بدلہ بھی وہاں پا سکے۔

اس باب میں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ایسے کون سے اعمال وافعال ہیں کہ جو انسان کی اچھائیوں اور نیکیوں کو ضائع کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ قرآن وسنت میں ایسے بہت سے گناہوں کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ جو انسان کی نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ جن میں سے یہاں پر صرف ان چند گناہوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ جو آج ہمارے معاشرے میں بہت عام ہو چکے ہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ:

”لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا، فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا ، قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ، وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ، وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا“ (سنن ابنِ ماجه ، رقم الحديث : ۴۲۴۵ ، كتاب الزهد ، باب ذكر الذنوب)

”میں اپنی امت میں سے لوگوں کی ایسی جماعت کو جانتا ہوں جو بروزِ قیامت تہامہ کے سفید پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ عزوجل ان کو بکھرے ہوئے

گردوغبار(کی طرح بے قیمت)بنادیں گے۔

حضرت ثوبان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ان لوگوں کا حال ہمیں بتایئے اورخوب واضح کردیجیے تاکہ ہم نادانستہ ان لوگوں میں سے نہ ہوجائیں۔آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جان لو کہ وہ لوگ تمہارے (دینی) بھائی ہوں گے،اورتمہاری قوم میں سے ہوں گے،اوروہ رات کواسی طرح عبادت کریں گے جیسے تم عبادت کرتے ہو،لیکن وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ تنہائی میں اللہ کی حرمتوں کو پامال کریں گے‘‘ (ابنِ ماجہ)

سوشل میڈیا کی بدولت جہاں ہمیں بہت سی سہولیات اورفوائد میسر ہوئے ہیں، وہیں بہت سے نقصانات اورتباہیوں کا بھی ہمیں سامنا ہے۔انہیں نقصانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آج تنہائی میں حرام کاری اورحدوداللہ کی پامالی کا گناہ بہت عام اورنہایت آسان ہوچکا ہے۔جس کی وجہ سے بسااوقات اس کو بہت ہی ہلکا گناہ تصور کرلیا جاتا ہے۔حالانکہ نتائج کے اعتبار سے یہ بہت بڑااور بھاری گناہ ثابت ہوسکتا ہے۔لہٰذااس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ گناہ نیکیوں کو ضائع اوربربادکرنے کاایک سبب ہے۔

(جاری ہے............)

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاخریٰ: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۰۱ھ: میں حضرت احمد بن عبداللہ بن احمد یمنی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۱۰، ص۱۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۱۰ھ: میں حضرت شیخ تقی الدین عبدالرحمٰن بن محمد اوجاقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱، ص۲۳۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۱۱ھ: میں حضرت قاضی شہاب الدین احمد منصوری حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱، ص۱۵۱)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۱۳ھ: میں حضرت محبّ الدین ابراہیم بن سلامہ برہانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱، ص۱۰۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۱۴ھ: میں حضرت ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن ہادی بن ابراہیم بن علی بن مرتضیٰ وزیری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع للشوکانی، ج۱، ص۳۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۱۶ھ: میں حضرت قاضی شہاب الدین احمد بن رقام رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱، ص۱۵۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۱۸ھ: میں حضرت شیخ علاء الدین علی رملی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱، ص۲۸۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۱۹ھ: میں حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن صدقہ دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱، ص۱۳۷)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۲۱ھ: میں حضرت شیخ جبیر بن نصر عجمی تبریزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۱، ص۱۷۵)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۲۹ھ: میں حضرت شیخ شرف الدین یونس الحرافیش رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۱، ص ۳۲۱)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۳۵ھ: میں حضرت شیخ عبید دنجاوی بلقینی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۱۸۸)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۳۷ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ محمد بن احمد بن محمود بن عبد اللہ دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۲۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۳۸ھ: میں حضرت شیخ ناصر الدین ناصر دمشقی صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۲۵۱)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۳۹ھ: میں حضرت شیخ علی برلسی خواص رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۲۱۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۴۰ھ: میں حضرت شیخ شرف الدین موسیٰ بن محمد علماوی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۲۴۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۴۲ھ: میں حضرت جابر بن ابراہیم بن علی تنوخی قضاعی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۱۳۱)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۴۳ھ: میں حضرت شیخ قطب الدین محمود بن بابو بن صدر الدین گجراتی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۴، ص ۴۲۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۴۴ھ: میں حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۴، ص ۳۷۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۴۲ھ: میں حضرت شیخ زین الدین صدقہ بن علی بانقوسی حلبی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۱۵۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۴۷ھ: میں حضرت شیخ ناصر الدین محمد قدسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج ۲، ص ۷۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۹۴۸ھ: میں حضرت تقی الدین محمد حسینی خراسانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج ۴، ص ۳۰۰)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امت کے علماء و فقہاء (قسط7)

فقہ حنفی کے مشہور علماء وفقہاء میں سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے خاص تلامذہ جیسا کہ امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر اور چند دیگر حضرات کا ذکر گزشتہ اقساط میں قدرے تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے، ذیل میں اسی دور کے چند مزید اصحاب کے نام اور ان کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

(11)......ابو عاصم نبیل

آپ کا نام ''ضحاک بن مخلد'' ہے، کنیت ''ابو عاصم'' اور ''نبیل'' کے لقب سے مشہور ہیں، بخاری و مسلم میں آپ سے روایات بھی مروی ہیں، آپ اپنے زمانہ کے احادیث کے حفاظِ کرام کے شیخ اور اساتذہ شمار کیے جاتے ہیں، آپ حافظ، فقیہ، محدث اور نہایت نیک پارسا شخصیت تھے۔

احادیث پر مرتب ایک جزء بھی آپ کی طرف منسوب ہے، ولادت 122 ہجری میں مکہ میں ہوئی، بعد میں بصرہ منتقل ہوگئے، اور پھر آخر وقت تک بصرہ میں ہی رہے، اور 212 ہجری میں بصرہ میں ہی انتقال ہوا، آپ کا شمار امام صاحب کے مخصوص شاگردوں میں ہوتا ہے۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ امام ابوحنیفہ زیادہ فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟ آپ نے فرمایا کہ موازنہ تو ان چیزوں میں ہوتا ہے، جو ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہوں، امام ابوحنیفہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے فقہ کی بنیاد ڈالی، جبکہ سفیان ثوری صرف فقیہ ہیں۔

اور آپ کے بعض اصحاب کا بیان ہے کہ کثرت صلاۃ اور عبادت کے اہتمام کی وجہ سے آپ کو ''وتد'' (یعنی ہمہ تن تیار و مستعد) کا لقب دیا جاتا تھا۔ [1]

---

[1] الضحاک بن مخلد بن الضحاک بن مسلم الشیبانی، بالولاء، البصری، المعروف بالنبیل: شیخ حفاظ الحدیث فی عصره. له (جزء) فی الحدیث. ولد بمکة. وتحول الی البصرة، فسکنها وتوفی بها (الاعلام للزرکلی، ج۳، ص ۲۱۵، تحت الترجمة: أبو عاصم النبیل، 212 - 122هـ = 740 – 828م)

ومن اصحابه أیضا حبان ومندل ابنا علی وحفص ابن غیاث وابو عاصم الضحاک بن مخلد (اخبار ابی حنیفة و اصحابه، ص ۱۵۸)

www.idaraghufran.org

(12)......وکیع بن جراح

آپ کا پورا نام ''وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی'' ہے، کنیت ''ابو سفیان'' ہے، کوفہ کے رہنے والے تھے، اپنے وقت کے چوٹی کے اماموں میں سے ایک امام، فقیہ اور محدث تھے، ''محدث العراق، حافظ للحدیث'' کے القابات سے یاد کیے جاتے ہیں، فنّ حدیث کے ارکان میں شمار کیے جاتے ہیں۔

متعدد محدثین اور سوانح نگاروں نے اپنی اپنی کتب میں آپ کی مدح و توصیف کی ہے۔

آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بڑے تلامذہ میں سے تھے، امام صاحب سے علم کا بڑا حصہ حاصل کیا تھا، اور آپ امام صاحب کے ان شاگردوں میں سے تھے کہ جن کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ''تم لوگ میرے دل کا سرور ہو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، میں نے تمہیں تفقہ فی الدین میں اس قابل بنادیا ہے کہ لوگ تمہاری اتباع میں دوڑتے ہوئے آئیں گے''۔

آپ نے امام صاحب سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں، اور مسائل میں امام صاحب کی اتباع کیا کرتے تھے، اور ان کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

علامہ ابنِ عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (المتوفیٰ 463ھ) فرماتے ہیں کہ آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے پر فتویٰ دیا کرتے تھے، اور آپ کو امام صاحب سے مروی تمام احادیث یاد تھیں، اور آپ نے امام صاحب سے کثرت کے ساتھ احادیث سن رکھی تھیں۔

خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو عہدۂ قضا سپرد کرنا چاہا، مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

بعض کتب میں آپ کی طرف منسوب تصانیف کا بھی ذکر ملتا ہے، جن میں ''تفسیر القرآن، السنن، المعرفة و التاریخ'' شامل ہیں۔

ولادت کا سال 129 ہجری ہے، جبکہ وفات 197 ہجری میں ہوئی۔ [1]

---

[1] هو وكيع بن الجراح بن مليح، أبو سفيان، الرؤاسي .فقيه حافظ للحديث، واشتهر حتى عد محدث العراق في عصره، وأراد الرشيد أن يوليه قضاء الكوفة، فامتنع ورعا .سمع هشام بن عروة والأعمش والأوزاعي وغيرهم .وروى عنه ابن المبارك مع تقدمه وأحمد وابن المديني ويحيى بن معين وغيرهم .من تصانيفه: " تفسير القرآن "، و "السنن "، و "المعرفة والتاريخ، (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣، ص ٣٦٩، تحت الترجمة: وكيع بن الجراح 197 - 129هـ)

www.idaraghufran.org

دیگر اصحاب

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب وتلامذہ کے مذکورہ حالات سے معلوم ہوتا ہے آپ کے بعض شاگرد اس رتبہ کے حامل افراد تھے کہ جن کا تفقہ واجتہاد میں ایک مستقل مقام تھا کہ جن میں سے ہر ایک کے اپنے اپنے وقت اور علاقہ میں ہزاروں مقلد تھے، جس سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بلند مرتبہ ہونا ثابت ہوتا ہے، اور اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس شخص کے شاگرد اس رتبہ کے ہوں، وہ خود کس پایہ کا ہوگا؟

چنانچہ بعض حضرات کا آپ کے تلامذہ واصحاب کے بارے میں یہ قول ہے کہ آپ کو اللہ نے ایسے شاگرد عطا کیے، جو کسی دوسرے امام کے حصہ میں نہیں آئے۔ [1]

چنانچہ مذکورہ اصحاب وتلامذہ نے تصنیف وتالیف کے ذریعہ بھی خلق اللہ کو فائدہ پہنچایا، اپنے امام اور اساتذہ سے منقول روایات کو مختلف تصانیف میں جمع فرمایا، اور اس طرح یہ لوگ فقہ کے ناشر وترجمان بنے، اور متقدمین ائمہ حضرات سے منقول فقہی روایات اور ان کے اقوال وفتاویٰ کو متاخرین یعنی بعد کے اصحاب تک پہنچایا، ان میں سے بہت سے حضرات کی کتابیں ہمارے زمانے میں بھی موجود ہیں، جن سے موجودہ دور کے علماء وفقہاء استفادہ کرتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب وتلامذہ کی تعداد مذکورہ مشہور حضرات کے علاوہ کئی ہزار تک ہے، کتبِ سیر وسوانح میں امام صاحب کے تلامذہ کے نام اور حالات، ملکوں اور شہروں کی نسبت سے لکھے ہیں، جن میں فقہاء، محدثین، قضاۃ اور دیگر علمی شخصیات سب ہی شامل ہیں۔

جن میں سے چند حضرات کے نام درج ذیل ہیں۔

حماد بن ابی حنیفہ، قاضی اسد بن عمرو، ابو مطیع حکم بن عبداللہ بلخی، یونس بن اسحاق، حسن بن صالح، ابوبکر بن عیاش، عیسیٰ بن یونس، علی بن مسہر، حفص بن غیاث، وکیع بن جراح، عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، علی بن عاصم، عباد بن عوام، یحییٰ بن یمان، خارجہ بن

---

[1] جمع اللّٰہ لأبی حنیفۃؒ ما لم یجمع لإمام من الأصحاب (مفتاح السعادۃ، للطاش کبری زادہ، بحوالہ بینات، محرم الحرام 1441ھ)

www.idaraghufran.org

مصعب، مصعب بن مقدام، ربیعہ بن عبدالرحمٰن رائی، یحییٰ بن نصر۔

وغیرھا ذلک

ان میں سے اکثر حضرات اپنے وقت کے امام، فقیہ اور محدث تھے، اور بہت سے حضرات قاضی کے عہدہ پر بھی فائز رہے، جب کہ دیگر کتب میں ان کے علاوہ آپ کے اور بھی کئی تلامذہ کا نام ملتا ہے، جو آپ کے فیض سے خلق اللہ کو مستفید کرتے رہے۔ [1]

دوسرا دور

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا زمانہ فقہ حنفی کی تدوین وترویج کے اعتبار سے ایک سنہرا دور تھا، جس میں امام صاحب اور آپ کے تلامذہ واصحاب نے انتھک محنتوں اور قربانیوں سے فقہ کو مرتب ومدوّن کیا، اور فقہ حنفی کے ان مشہور ونامور علماء وفقہاء کہ جنہوں نے بلاواسطہ امام صاحب سے فیض حاصل کیا تھا، کا ذکر قدرے تفصیل کے ساتھ گزشتہ اقساط میں گزر چکا ہے۔

لیکن ان حضرات کے بعد فقہ کی نشر واشاعت کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے، جو کہ ان مذکورہ حضرات کے اصحاب وتلامذہ پر مشتمل ہے کہ جس میں فقہ حنفی کی مشہور کتب کہ جن کو "امہات الکتب" بھی کہا جاتا ہے، کی تصنیف وتالیف کی گئی، جن کا ذکر ان شاءاللہ آئندہ آنے والی اقساط میں کیا جائے گا۔ (جاری ہے......)

---

[1] تفقه به جماعة من الكبار منهم: زفر بن الهذيل، وأبو يوسف القاضى، وابنه حماد بن أبى حنيفة، ونوح بن أبى مريم المعروف بنوح الجامع، وأبو مطيع الحكم بن عبد الله البلخى، والحسن بن زياد اللؤلئى، ومحمد بن الحسن، وأسد بن عمرو القاضى، وروى عنه من المحدثين والفقهاء عدة لا يحصون فمن أقرانه: مغيرة بن مقسم، وزكريا بن أبى زائدة، ومسعر بن كدام، وسفيان الثورى، ومالك بن مغول، ويونس بن أبى إسحاق، وممن بعدهم: زائدة، وشريك، والحسن بن صالح، وأبو بكر بن عياش، وعيسى بن يونس، وعلى بن مسهر، وحفص بن غياث، وجرير بن عبد الحميد، وعبد الله بن المبارك، وأبو معاوية , ووكيع، والمحاربى، وأبو إسحاق الفزارى، ويزيد بن هارون، وإسحاق بن يوسف الأزرق، والمعافى بن عمران، وزيد بن الحباب، وسعد بن الصلت، ومكى بن إبراهيم، وأبو عاصم النبيل، وعبد الرازق بن همام، وحفص بن عبد الرحمن السلمى، وعبيد الله بن موسى، وأبو عبد الرحمن المقرء، ومحمد بن عبد الله الأنصارى، وأبو نعيم، وهوذة بن خليفة، وأبو أسامة، وأبو يحيى الحمانى، وابن نمير، وجعفر بن عون، وإسحاق بن سليمان الرازى، وخلائق (مناقب الامام ابى حنيفة و صاحبيه للذهبى، ص ۱۹ و ۲۰)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط58) مولانا محمد ریحان

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات و حالات اور ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کا عوام سے سلوک (تیسرا حصہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اندر عوام کی حالت کا درد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب اپنی عوام کی حالتِ زار کا مشاہدہ کرتے، تو آپ سے رہا نہ جاتا، اور آپ خود ہی اپنے کاندھوں پر ان کا بوجھ اٹھا کر ان کی خدمت کرتے۔ جب بھی آپ رضی اللہ عنہ کو عوام میں سے کسی کی حالت کا اندازہ ہوتا، تو آپ سب کچھ بھول جاتے۔ پہلے ان کی کھانے پینے کی ضرورت خود اپنے ہاتھوں سے پوری کرتے، پھر جب ان کی ضرورت پوری ہو جاتی، تب ہی دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہوتے۔

اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت تھیں کہ جو محض تخت نشینی کے لیے تخت آور نہ ہوئی، محض اپنی طاقت کا لوہا منوانے کے لیے مسلمانوں کے امیر المؤمنین نہ بنے، محض مدینہ کی ریاست کا نام لے کر لوگوں سے بیعت نہ لی، بلکہ ان کی ایثار و قربانی کی یہی وہ صفات تھیں، جن کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دینِ اسلام کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ سے مانگا، انہی وجوہات کی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لاء کو لاء آف عمر کے نام سے مغرب میں جانا اور مانا جاتا ہے۔

اسی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت زید بن اسلم کے والد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حرہ واقم کی طرف نکلے۔ جب ہم صرار نامی جگہ پر پہنچے تو ہمیں آگ نظر آئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اسلم! مجھے ایسا لگتا ہے کہ رات اور سردی کی وجہ سے یہاں کوئی قافلہ رکا ہوا ہے۔ چلو وہاں چلتے ہیں۔ ہم دوڑتے ہوئے وہاں چل پڑے۔

جب ہم ان کے قریب ہوئے تو وہاں ایک عورت تھی۔ اس کے پاس دو چھوٹے بچے تھے۔ آگ پر ہانڈی تھی، اور بچے (بھوک) کی وجہ سے رو رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے روشنی والو! تم پر سلام ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ پسند نہ کیا کہ انہیں یہ کہیں اے آگ والو! اس عورت نے وعلیک السلام سے جواب دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں قریب

آجاؤں؟عورت نے جواب دیا کہ ارادہ اچھا ہے تو آجائیں، ورنہ واپس چلے جائیں۔پس آپ رضی اللہ عنہ نے قریب آکر پوچھا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا ہے؟عورت نے جواب دیا کہ ہمیں رات اور سخت سردی نے روک رکھا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟اس عورت نے جواب دیا کہ بھوک سے رو رہے ہیں۔پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ہانڈی میں کیا ہے؟اس نے جواب دیا کہ میں نے ان کو خاموش کرانے کی غرض سے (خالی ہانڈی) رکھی ہوئی ہے۔میں نے ایسا اس لیے کیا تاکہ وہ سو جائیں۔اور اللہ تعالیٰ ہمارے اور عمر فاروق کے درمیان انصاف کرنے والا ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔آپ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہوگا؟عورت کہنے لگی کہ عمر ہم پر سرپرستی کرتے ہوئے بھلا غافل کیسے رہ سکتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میرے ساتھ آؤ۔ہم وہاں سے دوڑتے ہوئے نکلے اور آٹے کے گودام میں پہنچے۔ایک پیمانہ آٹا اور ایک گولہ چربی لی۔پھر انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ اٹھوا دو۔میں نے عرض کیا کہ میں اٹھاتا ہوں۔فرمانے لگے کہ کیا تم قیامت کے دن بھی میرے بوجھ کو اٹھاؤ گے؟پس میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ بوجھ اٹھوا دیا۔وہ اٹھا کر نکلے۔میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے گئے، اور جا کر وہ سامان ان کے پاس رکھ دیا۔آپ نے اس میں سے کچھ آٹا نکالا، اور کہا کہ صاف کر کے مجھے دے دینا، میں تمہارے لیے گوندھ دیتا ہوں۔اور ساتھ رکھی ہانڈی کی راکھ پر بھی پھونکنے لگے۔پھر اس کو اتار دیا اور فرمایا کہ مجھے کوئی چیز لا کر دو۔وہ عورت ایک برتن لائی تو اس میں ڈال دیا اور کہنے لگے کہ ان کو کھلاؤ۔میں ان کے لیے جگہ برابر کرتا ہوں۔اسی طرح وہ وہیں (کام کاج میں لگے) رہے، یہاں تک کہ ان بچوں نے پیٹ بھر کر کھالیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے بچا ہوا کھانا ان کے پاس چھوڑ دیا، اور کھڑے ہوگئے، تو میں بھی کھڑا ہوگیا۔وہ عورت اس وقت کہہ رہی تھی کہ جزاک اللہ خیرا! تم امیر المؤمنین سے بڑھ کر اس منصب کے قابل تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھی بات کرو، جب تم امیر المؤمنین کے پاس جاؤ گی

،ان شاءاللہ! تو تم مجھے وہاں یہ بات کرنا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ ایک طرف ہوکر سامنے ہوئے ان کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ میں نے سوچا کہ شاید اس کے علاوہ اور کوئی کام ہوگا، مگرانہوں نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ بچے کھیل کر سو گئے۔ ان کے رونے کی آواز ختم ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ اسلم! یقیناً بھوک نے ہی ان کو رلایا اور بے چین کیا ہوا تھا۔ میں نے چاہا کہ میں یہاں سے اس وقت تک نہ جاؤں، جب تک ان بچوں کو اس حالت میں نہ دیکھ لوں، جو میں چاہتا ہوں (کہ بچے سکون سے سو جائیں)۔ (فضائل الصحابہ، مناقب امیر المؤمنین) [1]

---

[1] ذَكَرَ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُصْعَبٍ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عُثْمَانَ الْهُدَيْرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى حَرَّةَ وَاقِمٍ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِصِرَارٍ إِذَا نَارٌ، فَقَالَ: يَا أَسْلَمُ، إِنِّي لَأَرَى هَا هُنَا رَكْبًا قَصَّرَ بِهِمُ اللَّيْلُ وَالْبَرْدُ، انْطَلِقْ بِنَا، فَخَرَجْنَا نُهَرْوِلُ حَتَّى دَنَوْنَا مِنْهُمْ، فَإِذَا بِامْرَأَةٍ مَعَهَا صِبْيَانٌ صِغَارٌ وَقِدْرٌ مَنْصُوبَةٌ عَلَى نَارٍ وَصِبْيَانُهَا يَتَضَاغَوْنَ، فَقَالَ عُمَرُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَصْحَابَ الضَّوْءِ، وَكَرِهَ أَنْ يَقُولَ: يَا أَصْحَابَ النَّارِ، فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، فَقَالَ: أَدْنُو؟، فَقَالَتِ: ادْنُ بِخَيْرٍ أَوْ دَعْ، فَدَنَا فَقَالَ: مَا بَالُكُمْ؟ قَالَتْ: قَصَّرَ بِنَا اللَّيْلُ وَالْبَرْدُ، قَالَ: فَمَا بَالُ هَؤُلَاءِ الصِّبْيَةِ يَتَضَاغَوْنَ؟ قَالَتِ: الْجُوعُ، قَالَ: فَأَيُّ شَيْءٍ فِي هَذِهِ الْقِدْرِ؟ قَالَتْ: مَا أُسْكِتُهُمْ بِهِ حَتَّى يَنَامُوا، وَاللَّهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: أَيْ رَحِمَكِ اللَّهُ، وَمَا يُدْرِي عُمَرَ بِكُمْ؟ قَالَتْ: يَتَوَلَّى عُمَرُ أَمْرَنَا ثُمَّ يَغْفُلُ عَنَّا .قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا، فَخَرَجْنَا نُهَرْوِلُ حَتَّى أَتَيْنَا دَارَ الدَّقِيقِ، فَأَخْرَجَ عِدْلًا مِنْ دَقِيقٍ وَكُبَّةً مِنْ شَحْمٍ، فَقَالَ: احْمِلْهُ عَلَيَّ، فَقُلْتُ: أَنَا أَحْمِلُهُ عَنْكَ، قَالَ: أَنْتَ تَحْمِلُ عَنِّي وِزْرِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا أُمَّ لَكَ؟ فَحَمَلْتُهُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَيْهَا، نُهَرْوِلُ، فَأَلْقَى ذَلِكَ عِنْدَهَا وَأَخْرَجَ مِنَ الدَّقِيقِ شَيْئًا، فَجَعَلَ يَقُولُ لَهَا: ذُرِّي عَلَيَّ، وَأَنَا أُحَرِّكُ لَكِ، وَجَعَلَ يَنْفُخُ تَحْتَ الْقِدْرِ ثُمَّ أَنْزَلَهَا، فَقَالَ: أَبْغِينِي شَيْئًا، فَأَتَتْهُ بِصَحْفَةٍ فَأَفْرَغَهَا فِيهَا ثُمَّ جَعَلَ يَقُولُ لَهَا: أَطْعِمِيهِمْ وَأَنَا أُسَطِّحُ لَهُمْ، فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى شَبِعُوا، وَتَرَكَ عِنْدَهَا فَضْلَ ذَلِكَ، وَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَجَعَلَتْ تَقُولُ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، كُنْتَ أَوْلَى بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَيَقُولُ: قُولِي خَيْرًا إِذَا جِئْتِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَجَدْتِنِي هُنَاكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ تَنَحَّى نَاحِيَةً عَنْهَا ثُمَّ اسْتَقْبَلَهَا فَرَبَضَ مَرْبَضًا، فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّ لَنَا شَأْنًا غَيْرَ هَذَا، وَلَا يُكَلِّمُنِي حَتَّى رَأَيْتُ الصِّبْيَةَ يَصْطَرِعُونَ ثُمَّ نَامُوا وَهَدَأُوا، فَقَالَ: يَا أَسْلَمُ، إِنَّ الْجُوعَ أَسْهَرَهُمْ وَأَبْكَاهُمْ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَنْصَرِفَ حَتَّى أَرَى مَا رَأَيْتُ .(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل ج ١ ص ٢٩٠ فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضى الله عنه)

رواه عبد الله بن أحمد بن حنبل فى فضائل الصحابة لأبيه 290 /1عن مصعب بن عبدالله الزبيرى به، ورواه أبو على الحسن بن أحمد ابن شاذان فى مشيخته) 68(عن أبى بكر القَطِيعى به، ورواه الطبرى فى التاريخ 205 /4عن أحمد بن حرب عن مصعب الزبيرى به، ورواه قوّام السنةفى كتابه فى الخلفاء ص 116 بإسناده إلى محمد بن حاتم عن مصعب الزبيرى به، ورواه ابن عساكر فى تاريخ دمشق 353 / 44بإسناده إلى ابن شاذان به، وهو خبر صحيح .(حاشية مناقب امير المؤمنين عمر بن الخطاب لابن الجوزى)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

غصے والا لڑکا

پیارے بچو! غصہ بری چیز نہیں، یہ بذاتِ خود ایک درست چیز ہے، اگر اسے صحیح طریقہ سے استعمال کیا جائے۔ اگر غصہ نہ آئے، تو کوئی بھی بندہ اچھے قدم بھی اٹھانے کے قابل نہ رہے۔ غصہ اور ڈر کا ایک حصہ انسان کو اپنی زندگی میں اچھے قدم اٹھانے پر مجبور کرتا ہے، اگر اسے سوچ سمجھ کر اور صحیح طریقہ سے استعمال کیا جائے۔

آج ہم آپ کو ایک بچے کی کہانی سناتے ہیں، جس کو بات بات پر غصہ آجایا کرتا تھا۔ اس بچے کا نام دانیال ہے۔ یہ وقت چھٹی کلاس کے بچوں کے کھیلنے کا وقت تھا۔ اور دانیال کھلونوں والی اینٹوں سے کھیل رہا تھا۔ اس کا ایک دوست سلمان اندر باہر جھولے لے رہا تھا، اور اس کا دوسرا دوست بلال کچھ ڈرائنگ وغیرہ کرنے میں مصروف تھا۔

دانیال اپنی طرف سے کھلونوں سے ''گیگا مال'' کی عمارت بنانے کی کوشش کر رہا تھا، جسے وہ ابھی تھوڑا ہی بنا پایا تھا۔ وہ مکمل اس وجہ سے نہ کر پا رہا تھا کہ ایک منزل سے اوپر وہ بناتا تو وہ عمارت بار بار نیچے گر جاتی۔ دانیال نے پھر سے کوشش کی، مگر دوبارہ ناکام ہوا۔ اس نے اس بارے میں بہت سوچا اور بالآخر یہی سمجھا کہ وہ کبھی اس طرح کی عمارت نہ بنا پائے گا۔ اسے اپنے جی ہی جی میں بہت غصہ آرہا تھا۔ اندر ہی اندر وہ بہت شرمندہ بھی تھا۔ اسے اتنا غصہ آیا کہ اس نے سارے کھلونے ٹیبل سے اٹھا کر نیچے زمین پر پھینک دیئے۔ اور صرف یہی نہیں، بلکہ زمین پر پھینکنے کے بعد اس نے ان بلاکوں کو زور سے لات ماری کہ وہ اڑ کر دوسرے کونے میں چلے گئے۔

اس کی طرف اس کے دوستوں نے دیکھا اور کہا:

''آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا آپ نے نہیں سنا کہ کوشش کرو، پھر کوشش کرو، پھر کرو، یہاں تک کہ آپ کامیاب نہ ہو جاؤ۔ صبر اور کوشش کے بعد ہی پھل ملا کرتا ہے۔''

ان سب باتوں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کی بے چینی اور بڑھتی گئی۔ اور وہ مسلسل چیزیں ادھر ادھر

www.idaraghufran.org

پھینکتا رہا۔

جب یہ سب شور شرابا اسکول کے ایک ٹیچر نے سنا، تو وہ آ گئے۔ وہ دانیال کے قریب ہوئے، اور کہا:

''بیٹا دانیال! کیا ہوا؟''

دانیال نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر انہوں نے کہا:

''بیٹا! آپ کم سے کم اپنا چہرہ دیکھو۔ کیا ہو گیا ہے۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ آپ کے اندر آگ جل رہی ہے۔ مجھے وہ بلاک دو جس سے آپ عمارت بنا رہے تھے۔''

دانیال نے جواب دیا: ''وہ تو میں نے بہت دور کہیں پھینک دیئے ہیں۔''

ٹیچر نے کہا:

''آپ اپنے دوستوں میں سے کسی کو اپنے غصے کی وجہ سے نقصان پہنچا دو گے۔ آپ اپنا غصہ اس فرش پر کیوں نہیں نکالتے ؟اس پر غصہ نکالو یہاں تک کہ آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے، پھر آپ ٹھنڈے دماغ سے سوچ سکو۔''

دانیال نے اسی طرح کیا۔ وہ گیا اور جا کر فرش پر دو چار لاتیں ماریں۔

دراصل وہ بہت چھوٹا بچہ تھا، اور بہت غصے میں تھا، اس لیے اس کے ٹیچر نے اس کو یہ کہا کہ تم فرش پر غصہ نکالو، ورنہ غصہ کو پی جانا اور کسی پر بھی نہ نکالنا اصل بہادری ہے۔ اصل پہلوان تو وہی ہوتا ہے، جو غصہ کو پی جاتا ہے۔ ہمارے یہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ پہلوان وہ ہوتا ہے، جو غصہ کی وجہ سے دوسرے پہلوانوں کو زمین پر گرا دیتا ہے۔ دانیال کے دوست اس کو یہ سب کرتا دیکھ رہے تھے۔ بالآخر دانیال کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، اور اسے سکون آیا، اور وہ خوش ہو گیا۔

پیارے بچو! غصہ بہت ہی نقصان دہ چیز ہے۔ غصہ سے ہی انسان دوسرے انسانوں کو اور اپنے آپ کو تکلیف اور نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لیے جب بھی غصہ آئے، تو اپنے حالت بدل دینی چاہیے۔ اگر آپ کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ، بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔ وضو کر لو، یا پانی پی لو۔ اور سب سے زیادہ اللہ کو یاد رکھو۔ صحت کا اور جان مال کا نقصان بھی الگ ہوتا ہے۔ اور غصہ کا نتیجہ بالآخر نقصان کے سوا کچھ نہیں۔

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین   (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط46)   مفتی طلحہ مدثر

حضانت (پَرورش) میں خواتین کے اختیارات (دوسرا حصہ)

معزز خواتین! یہ بات ذکر کی جا چکی ہے، کہ والدین اپنی اولاد کی تربیت اور پرورش کے ذمہ دار ہیں، اور بنیادی طور پر یہ ذمہ داری والد اور والدہ دونوں پر مشترکہ طور پر عائد ہوتی ہے، اگر والد اور والدہ کے درمیان نکاح کا رشتہ قائم ہو، اور وہ دونوں ایک ساتھ ہی رہائش پذیر ہوں، تو ایسی صورت میں عموماً پرورش وغیرہ کا حق حاصل کرنے کے لیے تصادم یا باہمی اختلافات کی صورتِ حال پیدا نہیں ہوتی، نہ ہی والدین میں سے کسی ایک کو پرورش میں ترجیح دی جاتی ہے، بلکہ والدین میں سے ہر ایک اپنے حصہ کی ذمہ داری پوری کرنے کا پابند ہوتا ہے، جس کو وہ ساتھ رہتے ہوئے آسانی کے ساتھ انجام دے سکتا ہے، لیکن چونکہ بچہ کا زیادہ وقت ماں کے ساتھ گزرتا ہے، اور عموماً باپ کے مقابلے میں ماں سے بچے زیادہ مانوس ہوتے ہیں، اور ماں سے ہر بات ذکر کر دیتے ہیں، جبکہ باپ کے رعب کی وجہ سے اس کے سامنے اپنی بہت سی باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں، ان جیسی وجوہات کی بنا پر، ایک ساتھ رہنے کی صورت میں بھی، ماں پر تربیت کے حوالے سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے، البتہ اگر زوجین میں باقاعدہ علیحدگی ہو جائے، خواہ طلاق کی صورت میں ہو، خلع کی صورت میں ہو، یا نکاح برقرار رہتے ہوئے صرف رہائش جدا کی ہو، تو ایسی صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ بچوں کی پرورش کا حق کس کو حاصل ہوگا، اور ایک شخص کو حاصل ہوگا، یا ایک سے زیادہ کو، اور اس کی ترتیب کیا ہوگی؟، درجہ ذیل سطور میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

حضانت (پرورش) سے کیا مراد ہے؟

چھوٹا بچہ اپنے معاملات کی خود دیکھ بھال نہیں کر سکتا، اور اگر ایسی جان کی ذمہ داری کسی بھی شخص کے سپرد نہ کی جائے، تو یقیناً یہ صورتِ حال اس کی ہلاکت کا باعث ہوگی، جو کہ شریعت گوارا نہیں کرتی، چنانچہ ''حضانت'' سے مراد ایسی تربیت و پرورش کرنا ہے، جس کے ذریعہ کسی جان کو ہلاکت سے

www.idaraghufran.org

بچایا جاسکے، یعنی ایسا چھوٹا بچہ جو اپنے معاملات میں خود کفیل نہ ہو،اور اپنے معاملات میں نفع ونقصان کو نہ پہچانتا ہو،اس کو موذی چیزوں سے بچانا، اسکی نشو ونما کی نگرانی کرنا، بچہ کے جتنے بھی مصلحت والے کام ہیں، مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا، نہانا، دھونا، ان سب میں بچہ کی نگرانی اور اس کا انتظام کرنا حضانت کہلاتا ہے، جبکہ بعض فقاء کے نزدیک حضانت صرف چھوٹے بچہ کی ساتھ ہی خاص نہیں ہے، بلکہ ایسا بالغ آدمی، جس کو جنون اور پاگل پن کی وجہ سے بچہ کی طرح نگرانی کی ضرورت ہو، ایسے شخص کی بھی حضانت کی ذمہ داری اور حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

خواتین کا حق مقدم ہے

جب کوئی شخص گھر بناتا ہے، اس کی بنیادوں سے لے کر آخری اینٹ لگانے تک، ہر قسم اور نوعیت کا کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتا ہے، تو وہ اپنے گھر میں موجود ہر ہر خوبی اور عیب کو اچھی طرح جانتا ہے، اسی طرح جب کوئی کمپنی اپنی پروڈکٹ لانچ کرتی ہے، تو اس کے فیچرز، اس کی خصوصیات، اس کی کارکردگی، صلاحیت غرض ہر چیز کے بارے میں دوسروں کی نسبت بہتر جانتی ہے۔

اسی طرح انسان کا خالق اللہ ہے، اس میں کیا خوبیاں کیا خامیاں ہیں، اللہ اس سے بہتر واقف ہے، یا دوسرے الفاظ میں انسان کو کس مقصد کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (سورۃ الملک، رقم الایۃ، ۱۴)

ترجمہ: 'کیا وہی نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟' اور وہ بہت باریک بین ہے ' ہر شے کی خبر رکھنے والا ہے۔ (ملک)

خالق اور مخلوق کے درمیان نسبت ہی کیا ہے، لیکن سمجھانے کے لیے مثالیں عرض کردیں، جن ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے اور ان کو نبھانے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے مردوں میں رکھی، اس میں مردوں کو ہی مقدم رکھا اور جن خوبیوں میں عورتوں کو فوقیت حاصل ہے، ان ذمہ داریوں میں عورتوں کو

www.idaraghufran.org

مقدم رکھا۔

بچوں کی پرورش اور تربیت میں، جس قوتِ برداشت اور صبر وتحمل، محبت ومودت کی ضرورت درکار ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کو ہی عطا کیا ہے، چنانچہ اللہ نے پرورش میں خواتین کا حق بھی مقدم رکھا، پرورش کا حق منتقل ہونے کی ترتیب، اور اس کے درجات میں اگرچہ فقہاء کا اختلاف ہے، لیکن تمام فقہاء اس نکتہ پر متفق ہیں، کہ اس معاملے میں عورتوں کو مردوں پر فوقیت حاصل ہوگی۔

پہلا حق ماں کا ہے

اگر کسی وجہ سے میاں بیوی میں جدائی اور علیحدگی ہوجائے، تو چھوٹے بچہ کی پرورش کرنے میں، سب سے پہلا حق اس کی ماں کا ہے، یعنی اگر ماں خود اپنے بچہ کی پرورش کرنے کا مطالبہ کرے، تو اس کے علاوہ کوئی اور پرورش نہیں کرسکتا، چنانچہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أن امرأة قالت: يا رسول الله، إن ابني هذا كان بطني له وعاء، وثدي له سقاء، وحجري له حواء، وإن أباه طلقني، وأراد أن ينتزعه مني، فقال لها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: " أنت أحق به ما لم تنكحي "

(سنن ابی داؤد، اول کتاب الطلاق، باب من احق بالولد، رقم الحدیث ۲۲۷۶)

ترجمہ: ایک عورت نے عرض کیا ”یارسول اللہ! میرا یہ بیٹا، میرا پیٹ اس کے لیے برتن تھا، میری چھاتی اس کے لیے مشکیزہ تھی، اور میری گود اس کے لیے پناہ گاہ تھی، اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی ہے، اور اس کو مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے“، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم اس کی زیادہ حقدار ہو، جب تک کہ تم شادی نہ کرلو“ (ابوداؤد)

ہاں اگر وہ خود سے پرورش کرنے کا حق نہ لینا چاہے، تو پھر اس پر زبردستی نہیں کی جاسکتی، الا یہ کہ ماں کے علاوہ کوئی اور پرورش کرنے والا موجود ہی نہ ہو، یا موجود تو ہو، لیکن وہ بغیر پیسوں کے پرورش کرنے پر آمادہ نہ ہو، تو اس جیسی کچھ استثنائی صورتوں میں ماں کو بچہ کی پرورش پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

رسول ﷺ کا خواتین سے خطاب

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ (مسند احمد،رقم الحدیث 1661)

ترجمہ: جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے، اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، تو اسے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے آپ چاہیں داخل ہوجائیں (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جوعورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہو، روزے رکھتی ہو، اپنے جسم کی حفاظت کرتی ہو، اوراپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہو، اس کی ناشکری نہ کرتی ہو، تو گویا کہ ایسی عورت کو دنیا میں ہی جنت میں داخلہ کی بشارت دے دی گئی کہ وہ بروز قیامت جس بھی دروازے سے چاہے، جنت میں داخل ہوجائے۔

موجودہ زمانے میں ایسی احادیث خواتین کو مکمل رہنمائی اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے اصول فراہم کرتی ہیں کہ وہ ان ہدایات کی روشنی میں اپنی سمت کو درست کرلیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی فتنوں اور آزمائشوں سے حفاظت فرمائے۔آمین

www.idaraghufran.org

ماہِ صفر سے متعلق چند غلط خیالات کی تردید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ.

ترجمہ: ایک کی بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دوسرے کو لگ جانا، بدشگونی اور مخصوص پرندے کی بدشگونی، اور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں (بخاری، حدیث نمبر5316)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَاعَدْوٰی وَلَاهَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ (مسلم، رقم الحدیث 5926)

ترجمہ: مرض کا (خود بخود بغیر حکمِ الٰہی کے) دوسرے کو لگ جانا، مخصوص پرندے کی بدشگونی، ستارہ اور صفر (کی نحوست وغیرہ) کی کوئی حقیقت نہیں۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: مرض کا (خود بخود) لگ جانا اور غولِ بیابانی اور صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت نہیں (مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں بدشگونی وبدفالی کا کوئی وجود نہیں، اور ماہِ صفر کے متعلق بدفالی وبدشگونی اور نحوست وغیرہ کا عقیدہ رکھنا، اور اس مہینہ میں نکاح اور دیگر معاملات کو برا سمجھنا، یہ سب زمانۂ جاہلیت سے تعلق رکھتا ہے، جس کی اسلام نے نفی فرمادی ہے۔

www.idaraghufran.org

زمانے کو بُرا بھلا کہنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا الدَّھْرَ، فَإِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : أَنَا الدَّھْرُ، اَلْأَیَّامُ وَاللَّیَالِیْ لِیْ، أُجَدِّدُھَا وَأُبْلِیْھَا، وَآتِیْ بِمُلُوْکٍ بَعْدَ مُلُوْکٍ(مسند احمد، حدیث نمبر 10438)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم زمانہ کو برا مت کہو، کیونکہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں زمانہ ہوں، دن اور رات میرے لئے ہیں (یعنی میری مخلوق اور میری مرضی کے تابع ہیں) میں ان کو نیا اور پُرانا کرتا ہوں، اور میں ہی بادشاہوں کے بعد دوسرے بادشاہ لاتا ہوں (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ خواہ زمانہ پُرانا ہو، یا نیا؛ وہ بہر حال کوئی خود مختار چیز نہیں وہ تو اللہ کے حکم سے وجود میں آتا ہے اور اسی کے حکم سے چلتا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، اور اگر نحوست ہے تو انسان کی بداعمالیوں یا اپنے خیالات کی بنیاد پر ہے، اس لیے زمانے کو بُرا بھلا کہنا، یا کسی مہینہ کی طرف بُرائی یا نحوست کی نسبت کرنا درست نہیں، جیسا کہ آج کل بہت سے لوگوں کا ماہِ صفر کے متعلق یہ عقیدہ ہوتا ہے۔

اور اسی طرح حکمرانوں کو بُرا بھلانا بھی درست نہیں، کیونکہ اچھے حکمرانوں یا بُرے حکمرانوں کا آنا، بندوں کے اعمال پر منحصر ہے۔

www.idaraghufran.org

دل کی اصلاح، تمام بدن کی اصلاح

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَلا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلا وَهِيَ الْقَلْبُ.

ترجمہ: غور سے سن لو! کہ بے شک آدمی کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ صحیح ہو جاتا ہے تو تمام بدن صحیح ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن تباہ ہو جاتا ہے، سن لو! وہ دل ہے۔

(بخاری، حدیث نمبر 52، کتاب الایمان)

مطلب یہ ہے کہ بدن کا صحیح ہونا، یا بگڑ جانا، دل کے صحیح ہونے پر منحصر ہے، اس لحاظ سے دل کو بادشاہ ہونے کا مقام حاصل ہے، اور جسم کے دوسرے اعضاء اس کے لشکر یا غلام ہیں۔

اس لیے دل کی اصلاح، باقی اعضاء کی اصلاح کے لیے نہایت ضروری ہے، کیونکہ ایمان وعقائد، عبادات ومعاملات، اچھے اور بُرے اخلاق، غرضیکہ تمام اعمال کا تعلق دل سے ہی ہے، اور اعمال کی ادائیگی اور قبولیت کا انحصار دل کے اچھا یا بُرا ہونے پر موقوف ہے، نیت وارادہ ٹھیک ہوگا، تو اعمال قبول ہوں گے، ورنہ وبالِ جان ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

’’عمل بالحدیث‘‘ کا حکم (قسط7)

علامہ ابنِ امیر حاج حنفی کا حوالہ

علامہ ابنِ امیر حاج حنفی (المتوفی:879ہجری) نے علامہ ابنِ ہمام کی’’کتابُ التحریر‘‘ کی شرح کرتے ہوئے اپنی کتاب’’التقریر والتحبیر‘‘میں فرمایا کہ:

(وهل يقلد غيره) أى غير من قلده أولا فى شيء (فى غيره) أى غير ذلك الشيء؟ .كأن يعمل أولا فى مسألة بقول أبى حنيفة وثانيا فى أخرى بقول مجتهد آخر (المختار) كما ذكر الآمدى وابن الحاجب (نعم للقطع) بالاستقراء التام (بأنهم) أى المستفتين فى كل عصر من زمن الصحابة وهلم جرا (كانوا يستفتون مرة واحدا ومرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا) وشاع وتكرر ولم ينكر.

وهذا إذا لم يلتزم مذهبا معينا .(فلو التزم مذهبا معينا كأبى حنيفة أو الشافعى) فهل يلزمه الاستمرار عليه فلا يعدل عنه فى مسألة من المسائل (فقيل يلزم) ؛ لأنه بالتزامه يصير ملزما به كما لو التزم مذهبه فى حكم حادثة معينة؛ ولأنه اعتقد أن المذهب الذى انتسب إليه هو الحق فعليه الوفاء بموجب اعتقاده .

(وقيل لا) يلزم، وهو الأصح كما فى الرافعى وغيره؛ لأن التزامه غير ملزم إذ لا واجب إلا ما أوجبه الله ورسوله ولم يوجب الله ولا رسوله على أحد من الناس أن يتمذهب بمذهب رجل من الأمة فيقلده فى دينه فى كل ما يأتى ويذر دون غيره على أن ابن حزم قال أجمعوا أنه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل فلا يحكم ولا يفتى إلا بقوله اهـ.

www.idaraghufran.org

وقد انطوت القرون الفاضلة على عدم القول بذلك بل لا يصح للعامي مذهب ولو تمذهب به؛ لأن المذهب إنما يكون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاهب على حسبه أو لمن قرأ كتابا في فروع ذلك المذهب وعرف فتاوى إمامه وأقواله.

وأما من لم يتأهل لذلك ألبتة بل قال أنا حنفي أو شافعي أو غير ذلك لم يصر كذلك بمجرد القول كما لو قال: أنا فقيه أو نحوي أو كاتب لم يصر كذلك بمجرد قوله يوضحه أن قائله يزعم أنه متبع لذلك الإمام سالك طريقه في العلم والمعرفة والاستدلال فأما مع جهله وبعده جدا عن سيرة الإمام وعلمه بطريقه فكيف يصح له الانتساب إليه إلا بالدعوى المجردة والقول الفارغ من المعنى كذا ذكره فاضل متأخر.

قلت ولو شاحه مشاحح في أن قائل أنا حنفي مثلا لم يرد به أنه متبع لأبي حنيفة في جميع هذا المذكور بل متبعه في الموافقة فيما أدى إليه اجتهاده عملا واعتقادا فسيظهر جوابه مما يذكره قريبا .

ثم قال الإمام صلاح الدين العلائي والذي صرح به الفقهاء في مشهور كتبهم جواز الانتقال في آحاد المسائل والعمل فيها بخلاف مذهب إمامه الذي يقلد مذهبه إذا لم يكن ذلك على وجه التتبع للرخص وشبهوا ذلك بالأعمى الذي اشتبهت عليه أواني ماء وثياب تنجس بعضها إذا قلنا ليس له أن يجتهد فيها بل يقلد بصيرا يجتهد فإنه يجوز أن يقلد في الأواني واحدا وفي الثياب آخر ولا منع من ذلك وقيل كمن لم يلتزم إن عمل بحكم تقليدا لمجتهد لا يرجع عنه أي عن ذلك الحكم وفي غيره أي غير ما عمل به تقليد المجتهد له تقليد غيره من المجتهدين قال السبكي وهو الأعدل وقال المصنف وهو الغالب على الظن لعدم ما يوجبه أي اتباعه فيما لم يعمل به شرعا بل الدليل الشرعي اقتضى العمل بقول المجتهد وتقليده فيه فيما احتاج إليه هو قوله تعالى (فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون) والسؤال

www.idaraghufran.org

إنما يتحقق عند طلب حكم الحادثة المعينة وحينئذ إذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به. والتزامه لم يثبت من السمع اعتباره ملزما كمن التزم كذا لفلان من غير أن يكون لفلان عليه ذلك لا يحكم عليه به إنما ذلك فى النذر لله تعالى

ولا فرق فى ذلك بين أن يلتزم بلفظه كما فى النذر أو بقلبه وعزمه على أن قول القائل مثلا قلدت فلانا فيما أفتى به من المسائل تعليق التقليد أو الوعد به ذكره المصنف .

وقال ويتخرج منه أى من كونه كمن لم يلتزم جواز اتباعه رخص المذاهب أى أخذه من كل منها ما هو الأهون فيما يقع من المسائل ولا يمنع منه مانع شرعى اذ للإنسان أن يسلك الأخف عليه إذا كان له إليه سبيل بأن لم يكن عمل بآخر فيه .وقال أيضا والغالب أن مثل هذه إلزامات منهم لكف الناس عن تتبع الرخص وإلا أخذ العامى فى كل مسألة بقول من مجتهد قوله أخف عليه وأنا لا أدرى ما يمنع هذا من العقل والسمع وكون الإنسان يتبع ما هو أخف على نفسه من قول مجتهد مسوغ له الاجتهاد ما علمت من الشرع ذمه عليه وكان صلى الله عليه وسلم يحب ما خفف عليهم كما قدمنا فى فصل الترجيح أن البخارى أخرجه عن عائشة بلفظ عنهم وفى لفظ ما يخفف عنهم أى أمته وذكرنا ثمة عدة أحاديث صحيحة دالة على ذلك .

قلت لكن ما عن ابن عبد البر من أنه لايجوز للعامى تتبع الرخص إجماعا إن صح احتاج إلى جواب ويمكن أن يقال لا نسلم صحة دعوى الإجماع إذ فى تفسيق المتتبع للرخص عن أحمد روايتان وحمل القاضى أبو يعلى الرواية المفسقة على غير متأول ولا مقلد وذكر بعض الحنابلة أن قوى دليل أو كان عاميا لا يفسق وفى روضة النووى وأصلها عن حكاية الحناطى وغيره عن ابن أبى هريرة أنه لا يفسق به .

www.idaraghufran.org

ثم لعله محمول على نحو ما يجتمع له من ذلک ما لم يقل بمجموعه مجتهد كما أشار إليه بقوله (وقيده) أى جواز تقليد غيره (متأخر) وهو العلامة القرافي (بأن لا يترتب عليه) أى تقليد غيره (ما يمنعانه) أى يجتمع على بطلانه كلاهما (فمن قلد الشافعي فى عدم) فرضية (الدلک) للأعضاء المغسولة فى الوضوء والغسل (ومالكا فى عدم نقض اللمس بلا شهوة) للوضوء فتوضأ ولمس بلا شهوة (وصلى إن كان الوضوء بدلک صحت) صلاته عند مالک (وإلا) إن كان بلا دلک (بطلت عندهما) أى مالک والشافعي.

وقال الروياني:يجوز تقليد المذاهب والانتقال إليها بثلاثة شروط (التقرير والتحبير علىٰ تحرير الكمال لابن الهمام، ج۳ص ۳۵۰ الیٰ ۳۵۲، المقالة الثالثة فى الاجتهاد وما يتبعه من التقليد والإفتاء،مسألة لا يرجع المقلد فيما قلد المجتهد)

ترجمہ: اور کیا اس مسئلہ کے علاوہ کسی دوسرے مسئلہ میں اس (امام، یا مجتہد) کے علاوہ (کسی اور) کی تقلید کرسکتا ہے، جس کی پہلے تقلید کر چکا ہے؟ جیسا کہ پہلے امام ابوحنیفہ کے قول پر عمل کیا، پھر دوسرے مجتہد کے قول پر عمل کرے، تو مختار وہ قول ہے، جس کو آمدی اور ابنِ حاجب نے ذکر کیا ہے کہ بے شک ایسا کرنا جائز ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بات مکمل تحقیق کے بعد یقینی طور پر معلوم ہے کہ صحابۂ کرام کے زمانہ سے لے کر ہر زمانہ میں لوگ ایک مرتبہ کسی سے اور دوسری مرتبہ کسی اور سے فتویٰ طلب کیا کرتے تھے، ایک متعین مفتی کا التزام نہیں کیا کرتے تھے (ان مفتیان میں ایسے مجتہد، یا ان کے مقلد بھی ہوا کرتے تھے، جن کا اجتہادی مسائل میں باہم اختلاف ہوا کرتا تھا) اور یہ عمل عام تھا، اور بار بار ہوا کرتا تھا، جس پر نکیر نہیں کی گئی۔

اور یہ حکم اس صورت میں ہے، جب کسی معین مذہب کا التزام نہ کیا ہو، اور اگر کسی معین مذہب کا التزام کرلیا، جیسا کہ امام ابوحنیفہ، یا امام شافعی کا، تو کیا اسے آئندہ اسی پر برقرار رہنا لازم ہے کہ کسی مسئلہ میں بھی وہ اس مذہب سے ہٹ نہیں سکتا، تو اس سلسلہ میں ایک قول یہ ہے کہ اسی پر برقرار رہنا لازم ہے، کیونکہ اس کے التزام کرنے سے وہ

اس پر لازم ہوجائے گا، جیسا کہ اگر کسی معین واقعہ کے حکم میں کسی مذہب کا التزام کرلے (تو اس معین ومخصوص واقعہ میں اس سے عدول کرنا منع ہوتا ہے) اور ایک دلیل یہ ہے کہ اس نے یہ اعتقاد کرلیا ہے کہ جس مذہب کی طرف وہ منسوب ہے، وہی حق ہے، لہٰذا اس پر مذہب کے اعتقاد کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگر کسی معین مذہب کا التزام کرلیا، تب بھی آئندہ اس پر برقرار رہنا لازم نہیں ہوگا، یہی زیادہ صحیح قول ہے، جیسا کہ رافعی وغیرہ میں ہے، کیونکہ اس کا التزام کرلینا، اس کو لازم نہیں کرتا، جس کی وجہ یہ ہے کہ واجب تو وہی چیز ہوتی ہے، جس کو اللہ اور اس کے رسول نے واجب کیا ہو، اور اللہ اور اس کے رسول نے لوگوں میں سے کسی پر بھی امت کے کسی آدمی کے مذہب کو اختیار کرنے کو واجب نہیں کیا کہ وہ اپنے دین میں اس کے ہر حکم کی تقلید کرے، اور دوسرے کے حکم کو ترک کردے، یہاں تک کہ ابنِ حزم نے تو یہ بھی فرمایا کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حاکم، یا مفتی کے لیے کسی آدمی کی اس طرح سے تقلید حلال نہیں کہ وہ اسی کے قول پر فیصلہ کیا کرے، اور اسی کے قول پر فتویٰ دیا کرے۔

اور فاضل ترین زمانے اس بات پر گزر چکے ہیں کہ ان میں مذہبِ معین کے التزام کا قول نہیں کیا گیا، بلکہ عامی شخص کے لیے کوئی مذہب متعین کرنا صحیح نہیں ہوتا، اگرچہ وہ کوئی مذہب متعین کر بھی لے، تب بھی، کیونکہ مذہب تو صرف اس شخص کے لیے ہوتا ہے، جس کو غور وفکر اور استدلال کی صلاحیت حاصل ہو، اور مذاہب کی بصیرت علیٰ حسبِ حال حاصل ہو، یا مذہب اس کے لیے ہوتا ہے، جس نے اس مذہب کی فروعات کی کتاب پڑھی ہو، اور اس مذہب کے امام کے فتاویٰ اور اس کے اقوال کو پہچان لیا ہو۔

لیکن جس شخص میں اس کی بالکل اہلیت نہ ہو، بلکہ وہ یہ کہے کہ میں حنفی، یا شافعی وغیرہ ہوں، تو وہ صرف یہ کہنے سے حنفی، یا شافعی وغیرہ نہیں ہوجائے گا۔ [1]

---

[1] جو عوام بالکل نیوٹرل ہیں، وہ نام کے اعتبار سے بھی اپنے آپ کو حنفی وغیرہ نہیں کہتے، بلکہ سنی، یا سیدھے طور پر اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں، مذکورہ قول کی رو سے ان کا مذہب بدرجہ اولیٰ متعین نہیں ہوتا۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

جیسا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں فقیہ ہوں، یا نحوی ہوں، یا کاتب ہوں، تو وہ صرف کہنے کی وجہ سے ایسا نہیں ہو جائے گا، جس کی توضیح یہ ہے کہ یہ قول کرنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس امام کی اتباع کرنے والا ہے، اور علم ومعرفت اور استدلال کے سلسلہ میں اس کے طریقہ پر چلنے والا ہے، لیکن جو شخص ان امور سے ناواقف ہے، اور امام کے طریقۂ کار اور اس کے علم سے دور ہے، تو اس کا اس امام کی طرف انتساب کرنا صرف دعویٰ کرنے سے کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ اور ایسا قول جو اپنی حقیقت کے بغیر ہو، وہ کیسے درست ہوسکتا ہے؟ فاضل متاخر نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بحث کرنے والا یہ بحث کرے کہ کسی قائل کا یہ کہنا کہ میں مثلاً حنفی ہوں، اور اس کی مراد یہ نہ ہو کہ وہ امام ابوحنیفہ کا مذکورہ تمام امور (استدلالات وغیرہ) میں اتباع کرنے والا ہے، بلکہ یہ مراد ہو کہ وہ ان چیزوں کی موافقت میں اتباع کرنے والا ہے، جن میں عمل اور اعتقاد کے اعتبار سے اس امام کا اجتہاد پہنچے، تو پھر اس کا جواب قوی ہوگا، جیسا کہ عنقریب آتا ہے۔ [1]

پھر امام صلاح الدین علائی نے فرمایا کہ جس بات کی فقہاء نے اپنی مشہور کتابوں میں تصریح فرمائی ہے، وہ مسائلِ آحاد میں اپنے مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے اور اپنے امام کے اُس مذہب کے خلاف عمل کرنے کا جائز ہونا ہے، جس امام کے مذہب کی وہ تقلید کرتا ہے، جبکہ تتبعِ رخص کے طریقہ پر نہ ہو، اور ان فقہاء نے اس کو نابینا کے مشابہ قرار دیا ہے، جس پر ایسے پانی کے برتن اور کپڑے مشتبہ ہو جائیں، جن میں سے بعض ناپاک ہوں، جب ہم یہ بات کہیں کہ اس کے لیے اُن میں اجتہاد کرنا جائز نہیں، بلکہ وہ بصیرت کے ساتھ تقلید کرے، اور اس میں غور وفکر کرے، تو اس کے لیے برتنوں میں کسی ایک کی اور کپڑوں میں کسی دوسرے کی تقلید کرنا جائز ہے، جس کے لیے کوئی مانع نہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جیسا کہ وہ شخص جس نے کسی مذہب کا التزام

---

[1] لیکن یہ سوال پھر بھی باقی ہے کہ کیا اس پر اس طرح سے اس مذہب کا التزام واجب ہو جائے گا، اس کا جواب نفی میں ہے، جیسا کہ گزرا۔ محمد رضوان۔

نہیں کیا، اگر وہ کسی مجتہد کی تقلید کر کے کوئی عمل کر لے، تو اس سے رجوع نہیں کر سکتا، یعنی اس حکم سے رجوع نہیں کر سکتا (جس پر وہ پہلے عمل پیرا ہو چکا ہے) لیکن اس کے علاوہ دوسرے عمل میں مجتہدین میں سے کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا جائز ہے، امام سبکی نے فرمایا کہ یہی اعدلُ الاقوال ہے، اور مصنف (یعنی ابنِ ہمام) نے فرمایا کہ غالب گمان کے درجے میں یہی قول راجح ہے، کیونکہ جو عمل اُس نے ابھی نہیں کیا، اس میں پہلے مجتہد، یا امام کی اتباع کے وجوب کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی، بلکہ شرعی دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ جس چیز کی بھی ضرورت پیش آئے، اس میں کسی بھی مجتہد کے قول پر عمل کرنا، اور اس کی تقلید کرنا جائز ہے، اور وہ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ:

فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون

(اس آیت میں کسی مجتہد کی تعیین نہیں کی گئی)

اور سوال اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی متعین واقعہ کا حکم معلوم کیا جائے، اور اس صورت میں جب اس عامی شخص کے نزدیک کسی مجتہد کا قول ثابت ہو جائے گا، تو اس پر عمل کرنا واجب ہو جائے گا، اور اس کا التزام سننے سے اس طرح ثابت نہیں ہوتا کہ اس کو لازم کرنے والا شمار کیا جائے، جیسا کہ کوئی فلاں شخص کے لیے اس طرح کا التزام کر دے، جبکہ اس فلاں کا اس پر التزام نہ ہو، تو اس کے التزام کا بھی حکم نہیں لگایا جاتا۔

یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے لیے نذر ماننے میں ہوتی ہے، اور پھر اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اپنے الفاظ سے التزام کرے، جیسا کہ نذر میں الفاظ سے التزام ہوتا ہے، یا اپنے دل اور عزم سے یہ طے کرے کہ مثلاً جن مسائل کا وہ فتویٰ دے گا، تو میں اس کی تقلید کروں گا، خواہ تقلید کو معلق کرے، یا اس کا وعدہ کرے، جس کا مصنف نے ذکر کیا (اور جب اس کو نذر بھی نہیں قرار دیا جا سکتا، تو الفاظ میں التزام کرنے اور دل میں عزم کرنے کی دونوں صورتوں میں التزام واجب نہ ہوگا)

پھر مصنف نے فرمایا کہ جو التزام نہ کرنے والے شخص کا حکم پیچھے گزرا، اس پر مذاہب کی

رخصتوں کی اتباع کے جائز ہونے کے مسئلے کی بھی تخریج ہوتی ہے، یعنی جو مسائل اُس کو پیش آئیں، ان میں تمام مذاہب میں سے اُس مسئلے کو لے لینا جائز ہے، جو اس کے لیے زیادہ آسان ہو، اور اس کے لیے کوئی شرعی مانع نہیں ہے، کیونکہ انسان کے لیے اس راستے کو اختیار کرنا جائز ہوتا ہے، جو اس پر زیادہ سہل وہ آسان ہو، جب اس کو وہ سہل راستہ میسر ہو، بایں طور کہ اُس نے اس مسئلہ میں دوسرے مذہب پر عمل نہ کیا ہو (جیسا کہ سفر کرنے والے کے سامنے منزل تک پہنچنے کے لیے اگر ایک سے زیادہ راستے میسر ہیں، اور اس نے ابھی تک سفر کو طے نہیں کیا، تو اس کو آسان راستہ اختیار کرنا جائز ہے، اسی طرح عامی شخص جس پر کسی متعین مذہب اور متعین امام کی تقلید واجب نہیں، بلکہ اُسے ہر مجتہد و امام کے مذہب اور قول پر چلنا جائز ہے، تو اُسے پیش آمدہ مسئلے میں آسان شق کو اختیار کرنا بھی جائز ہوگا) اور مصنف نے یہ بھی فرمایا کہ بعض فقہاء کی طرف سے اس طرح (التزامِ مذہبِ معین) کے الزامات قائم کرنے کی وجہ لوگوں کو تتبعِ رخص سے روکنا ہے، ورنہ عامی شخص کو ہر مسئلے میں کسی بھی مجتہد کے قول میں سے وہ قول لے لینا جائز ہے جو اس پر زیادہ آسان ہو، اور میں نہیں جانتا کہ اس کے لیے عقل اور سمع کی طرف سے کوئی مانع پایا جاتا ہو، اور انسان فطرتاً اسی قول کی اتباع کیا کرتا ہے، جو اس پر زیادہ آسان ہوا کرتا ہے، جبکہ وہ ایسے مجتہد کا قول ہو، جس میں اجتہاد کی شان پائی جاتی ہو، شریعت کی طرف سے اس پر مذمت وارد ہونا میرے علم میں نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس چیز کو پسند فرمایا کرتے تھے، جو لوگوں پر زیادہ آسان ہوتی تھی، جیسا کہ ہم نے ترجیح کی فصل میں ذکر کردیا ہے، کہ امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخفیف کے بارے میں وہ الفاظ روایت کیے ہیں، جو امت کی تخفیف پر دلالت کرتے ہیں، اور ہم اس موقع پر اس طرح کی متعدد احادیث ذکر کرچکے ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ابنِ عبدالبر کے متعلق جو یہ بات مروی ہے کہ عامی کے لیے بالاجماع تتبعِ

www.idaraghufran.org

رخص جائز نہیں، اگر یہ بات ابنِ عبدالبر سے صحت کے ساتھ ثابت ہو، تو پھر جواب کی ضرورت ہوگی (اور اگر ثابت نہ ہو، تو پھر جواب کی ضرورت نہیں ہوگی، اور آگے آتا ہے کہ اُن سے یہ بات ثابت نہیں، بلکہ کچھ اور ثابت ہے۔ ناقل) اور ابنِ عبدالبر سے ثابت ہونے کی صورت میں یہ جواب دیا جانا ممکن ہوگا کہ ہم اجماع کے دعوے کی صحت کو تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ امام احمد سے تتبعِ رخص کرنے والے کے فاسق ہونے کے متعلق دو روایات مروی ہیں، اور قاضی ابویعلیٰ نے فاسق ہونے کی روایت کو اُس پر محمول کیا ہے، جو مؤول نہ ہو، اور نہ ہی مقلد ہو (یعنی اُس وقت فاسق ہوگا جب کسی تاویل مثلاً راجح ہونے کی دلیل، یا کسی حاجت و معقول مصلحت کے بغیر تتبعِ رخص کرے، یا کسی مجتہد و امام کی تقلید کے بغیر ایسا کرے)

اور بعض حنابلہ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ اگر اس رخصت والے قول کی دلیل قوی ہو، یا رخصت والے قول پر عمل کرنے والا عامی شخص ہو، تو پھر فاسق نہیں ہوگا۔

اور روضۃ النووی میں ہے کہ اس کی بنیاد حناطی وغیرہ کی ابنِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے، جس کی رُو سے وہ فاسق نہیں ہوگا۔

پھر شاید یہ (تتبعِ رخص کے فاسق ہونے کی روایت) اس جیسے مسئلے پر محمول ہے، جس میں ایسی چیزوں کا اجتماع ہو جائے، جس کے مجموعے کا، کسی مجتہد نے قول نہیں کیا، جس کی طرف مصنف نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے کہ بعض متاخرین، جس سے مراد علامہ قرافی ہیں، نے دوسرے کی تقلید کے جواز کو اس شرط کے ساتھ مقید کیا ہے کہ دوسرے کی تقلید کرنے پر ایسی چیز مرتب نہ ہو جائے، جس کے بطلان کے دونوں امام قائل ہیں، پس جس نے وضو اور غسل میں دھوئے جانے والے اعضاء کو رگڑنے کے فرض نہ ہونے میں امام شافعی کی تقلید کی، اور شہوت کے بغیر عورت کو چھونے سے وضو نہ ٹوٹنے میں امام مالک کی تقلید کی، اور اس نے وضو کیا، پھر بغیر شہوت کے عورت کو چھوا، اور اس نے نماز پڑھ لی، تو اگر اس نے وضو، اعضاء کو رگڑ کر کیا تھا، تو اس کی نماز، امام مالک کے نزدیک صحیح ہو جائے گی، اور اگر اعضاء کو رگڑے بغیر کیا تھا، تو امام مالک اور

امام شافعی دونوں کے نزدیک باطل ہو جائے گی۔

اور رویانی نے فرمایا کہ مختلف مذاہب کی تقلید اور ان کی طرف منتقل ہونا، تین شرائط کے ساتھ جائز ہے (آگے تین شرائط اور ان کے متعلق تفصیلی کلام ہے) (التقریر والتحبیر)

علامہ ابنِ امیر حاج حنفی نے مذکورہ تالیف میں ہی ایک مقام پر فرمایا کہ:

فمعلوم أنه لا يشترط أن يكون للمجتهد مذهب مدون وأنه لا يلزم أحدا أن يتمذهب بمذهب أحد الأئمة بحيث يأخذ بأقواله كلها ويدع أقوال غيره كما قدمناه بأبلغ من هذا.

ومن هنا قال القرافي انعقد الإجماع على أن من أسلم فله أن يقلد من شاء من العلماء بغير حجر، وأجمع الصحابة – رضي الله عنهم – أن من استفتى أبا بكر أو عمر وقلدهما فله أن يستفتي أبا هريرة ومعاذ بن جبل وغيرهما ويعمل بقولهما من غير نكير فمن ادعى دفع هذين الإجماعين فعليه الدليل (التقرير والتحرير في علم الأصول، لابن أمير الحاج، ج۳، ص ۳۵۴، المقالة الثالثة في الاجتهاد وما يتبعه من التقليد والإفتاء، مسألة لا يرجع المقلد فيما قلد المجتهد)

ترجمہ: یہ بات معلوم ہے کہ مجتہد کے لیے یہ بات شرط نہیں کہ اس کا مذہب، مدون ہو، اور نہ ہی کسی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ ائمہ میں سے کسی کے مذہب کو اس طرح سے اختیار کرے کہ وہ اس کے تمام اقوال کو لے لے، اور دوسرے کے تمام اقوال کو چھوڑ دے، جیسا کہ ہم عمدہ طریقے پر پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اور اسی وجہ سے علامہ قرافی نے فرمایا کہ اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جو شخص اسلام لائے، تو اسے علماء میں سے، جس کی وہ چاہے، تقلید کرنا جائز ہے، اس میں کوئی تنگی نہیں، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص ابوبکر، یا عمر رضی اللہ عنہما سے فتویٰ طلب کرے، اور ان کی تقلید کرے، تو اس کو ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہ سے فتویٰ لینا، اور ان کے قول پر عمل کرنا بلا کسی نکیر کے جائز ہے، پس جو شخص ان دو

www.idaraghufran.org

اجماعوں کے خلاف دعویٰ کرے،تو اس کے ذمہ دلیل لازم ہے(التقریروالتحبیر)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی معین مذہب کا التزام واجب نہ ہونا،مجمع علیہ مسئلہ ہے،ورنہ جمہور تو اس پر متفق ہیں ہی،البتہ''عدمِ وجوب،عدمِ جواز''کومستلزم نہیں۔

امیر بادشاہ حنفی کا حوالہ

امیر بادشاہ حنفی(المتوفیٰ:972ھ)''التحریر''کی شرح''تیسیر التحریر''میں فرماتے ہیں:

ثم جمهور العلماء على أنه لا يلزم على المقلد التمذهب بمذهب والأخذ برخصه وعزائمه *وقيل في التزام ذلك طاعة لغير النبى صلى الله عليه وسلم *فى كل أمره ونهيه ، وهو خلاف الإجماع (تيسير التحرير، ج۴،ص۲۴۷،المقالة الثالثة فى الاجتهاد وما يتبعه من التقليد والإفتاء)

ترجمہ:پھر جمہور علماء اس بات پر ہیں کہ مقلد پر کسی مذہب کی پابندی اس طرح لازم نہیں کہ اس مذہب کی رخصتوں اور عزیمتوں کو لینا واجب ہو،بلکہ اس کے التزام کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کی اس کے ہر امر اور نہی میں اطاعت پائی جاتی ہے،جو کہ اجماع کے خلاف ہے(تیسیر التحریر)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی تقلیدِ شخصی کو واجب قرار دینے میں اجماع کی خلاف ورزی،اور دوسرے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں لانا پایا جاتا ہے۔

اور اگرچہ تقلیدِ شخصی کو واجب قرار دینے والوں نے شارح سمجھنے کی حیثیت سے،اور انتظاماً واجب لغیرہٖ وغیرہ کی تاویل کرکے مذکورہ مفسدہ سے بچنے کی توجیہ کی ہے،تاہم دلائلِ شرعیہ وفقہیہ کے لحاظ سے ہمارا اس قول کی طرف رجحان نہ ہوسکا،جیسا کہ آگے آتا ہے۔

امیر بادشاہ حنفی اپنی مذکورہ کتاب''التحریر''کی شرح''تیسیر التحریر''میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

(وهل يقلد غيره) أى غير من قلده أو لا (فى) حكم (غيره) أى غير

الحكم الذى عمل به أو لا (المختار) فى الجواب (نعم) يقلد غيره فى غيره، تقدير الكلام المختار جواز التقليد لغيره فى غيره (للقطع بالاستقراء (بأنهم) أى المستفتين فى كل عصر من زمن الصحابة (كانوا يستفتون مرة واحدا) من المجتهدين (ومرة غيره) أى غير المجتهد الأول حال كونهم (غير ملتزمين مفتيا واحدا) وشاع ذلك من غير نكير.

وهذا إذا لم يلتزم مذهبا معينا (فلو التزم مذهبا معينا كأبى حنيفة أو الشافعى) فهل يلزم الاستمرار عليه فلا يقلد غيره فى مسئلة من المسائل أم لا؟ (فقيل يلزم) كما يلزمه الاستمرار فى حكم حادثة معينة قلد فيه، ولأنه اعتقد أن مذهبه حق فيجب عليه العمل بموجب اعتقاده.

(وقيل لا) يلزم وهو الأصح، لأن التزامه غير ملزم إذ لا واجب إلا ما أوجبه الله ورسوله، ولم يوجب على أحد أن يتمذهب بمذهب رجل من الأمة فيقلده فى كل ما يأتى ويذر دون غيره، والتزامه ليس بنذر حتى يجب الوفاء به .وقال ابن حزم: أنه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل فلا يحكم ولا يفتى إلا بقوله.

بل قيل لا يصح للعامى مذهب، لأن المذهب إنما يكون لمن له نوع نظر وبصيرة بالمذاهب، أو لمن قرأ كتابا فى فروع مذهب وعرف فتاوى إمامه وأقواله، وإلا فمن لم يتأهل لذلك، بل قال: أنا حنفى أو شافعى لم يصر من أهل ذلك المذهب بمجرد هذا،

بل لو قال: أنا فقيه أو نحوى لم يصر فقيها أو نحويا.

وقال الإمام صلاح الدين العلائى: والذى صرح به الفقهاء مشهور فى كتبهم جواز الانتقال فى آحاد المسائل والعمل فيها، بخلاف مذهبه إذا لم يكن على وجه التتبع للرخص (وقيل) الملتزم (كمن لم يلتزم) بمعنى (إن عمل بحكم تقليدا) لمجتهد (لا يرجع عنه) أى عن ذلك

الحكم (وفى غيره) أى غير ذلك الحكم (له تقليد غيره)من المجتهدين.

قال المصنف: وهذا القول فى الحقيقة تفصيل لقوله، وقيل لا .قال المصنف (وهو) يعنى هذا القول (الغالب على الظن) كناية عن كمال قوته بحيث جعل الظن متعلقا بنفسه فلا يتعلق بما يخالفه، ثم بين وجه غلبته بقوله (لعدم ما يوجبه) أى لزوم اتباع من التزم تقليده (شرعا) أى إيجابا شرعيا، إذ لا يجب على المقلد إلا اتباع أهل العلم لقوله تعالى – "فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون"

فليس التزامه من الموجبات شرعا .

(ويتخرج) أى يستنبط (منه) أى من جواز اتباع غير مقلده الأول وعدم التضييق عليه (جواز اتباعه رخص المذاهب) أى أخذه من المذاهب ما هو الأهون عليه فيما يقع من المسائل (ولا يمنع منه مانع شرعى، إذ للإنسان أن يسلك) المسلك (الأخف عليه إذا كان له) أى للإنسان (إليه) أى ذلك المسلك الأخف (سبيل) .ثم بين السبيل بقوله (بأن لم يكن عمل بآخر) أى بقول آخر مخالف لذلك الأخف (فيه) أى فى ذلك المحل المختلف فيه (وكان صلى الله عليه وسلم يحب ما خفف عليهم) .فى صحيح البخارى عن عائشة رضى الله تعالى عنها بلفظ عنهم، وفى رواية بلفظ ما يخفف عنهم: أى أمته، وذكروا عدة أحاديث صحيحة دالة على هذا المعنى .

وما نقل عن ابن عبد البر: من أنه لا يجوز للعامى تتبع الرخص إجماعا، فلا نسلم صحة النقل عنه، ولو سلم فلا نسلم صحة دعوى الإجماع، كيف وفى تفسيق المتتبع للرخص روايتان عن أحمد، وحمل القاضى أبو يعلى الرواية المفسقة على غير متأول ولا مقلد .

(وقيده) أى جواز تقليد غير مقلده (متأخر) وهو العلامة القرافى (بأن لا يترتب عليه) أى على تقليد الغير (ما يمنعانه) بإيقاع الفعل على وجه

www.idaraghufran.org

يحكم ببطلانه المجتهدان معا لمخالفته الأول فيما قلد فيه غيره، والثاني في شيء فيما يتوقف عليه صحة ذلک العمل عنده فالموصول عبارة عن إيقاع الفعل على الوجه المذكور، والضمير المفعول للموصول .ثم أشار إلى تصوير هذا التفسيق بقوله (فمن قلد الشافعي في عدم) فرضية (الدلک) للأعضاء المغسولة في الوضوء والغسل (و) قلد (مالكا في عدم نقض اللمس بلا شهوة) للوضوء (وصلى إن كان الوضوء بذلک صحت) صلاته عند مالک (وإلا) أي وإن لم يكن بدلک (بطلت عندهما) أي مالک والشافعي..........

واعترض عليه بأن بطلان الصورة المذكورة عندهما غير مسلم فإن مالكا مثلا لم يقل أن من قلد الشافعي في عدم الصداق أن نكاحه باطل، ولم يقل الشافعي أن من قلد مالكا في عدم الشهود أن نكاحه باطل انتهى .

وأورد عليه أن عدم قولهما بالبطلان في حق من قلد أحدهما وراعى مذهبه في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل، وما نحن فيه من قلدهما وخالف كلا منهما في شيء، وعدم القول بالبطلان في ذلک لا يستلزم عدم القول به في هذا.

وقد يجاب عنه بأن الفارق بينهما ليس إلا أن كل واحد من المجتهدين لا يجد في صورة التلفيق جميع ما شرط في صحتها، بل يجد في بعضها دون بعض، وهذا الفارق لا نسلم أن يكون موجبا للحكم بالبطلان.

وكيف نسلم والمخالفة في بعض الشروط أهون من المخالفة في الجميع فيلزم الحكم بالصحة في الأهون بالطريق الأولى، ومن يدعى وجود فارق أو وجود دليل آخر على بطلان صورة التلفيق على خلاف الصورة الأولى فعليه بالبرهان .

فإن قلت لا نسلم كون المخالفة فى البعض أهون من المخالفة فى الكل، لأن المخالفة فى الكل تتبع مجتهدا واحدا فى جميع ما يتوقف عليه صحة العمل، وههنا لم يتبع واحدا.

قلت هذا إنما يتم لك إذا كان معك دليل من نص أو إجماع أو قياس قوى يدل على أن العمل إذا كان له شروط يجب على المقلد اتباع مجتهد واحد فى جميع ما يتوقف عليه ذلك فائت به إن كنت من الصادقين والله تعالى أعلم.

ورجح الإمام العلائى القول بالانتقال فى صورتين: إحداهما إذا كان مذهب غير إمامه أحوط كما إذا حلف بالطلاق الثلاث على فعل شىء ثم فعله ناسيا أو جاهلا وكان مذهب إمامه عدم الحنث فأقام مع زوجته عاملا به ثم تخرج منه بقول من يرى فيه وقوع الحنث فإنه يستحب له الأخذ بالأحوط والتزام الحنث، والثانية إذا رأى للقول المخالف لمذهب إمامه دليلا قويا راجحا إذا المكلف مأمور باتباع نبيه صلى الله عليه وسلم، وهذا موافق لما روى عن الإمام أحمد والقدورى، وعليه مشى طائفة من العلماء منهم ابن الصلاح وابن حمدان (تيسير التحرير،لأمير بادشاه، ج۴، ص۲۵۳ الى ۲۵۵، المقالة الثالثة فى الاجتهاد وما يتبعه من التقليد والإفتاء)

ترجمہ: اور کیا اس (عمل کردہ) مسئلہ کے علاوہ کسی دوسرے مسئلہ میں اس (امام، یا مجتہد) کے علاوہ (کسی اور) کے مذہب پر عمل کرسکتا ہے؟ تو مختار قول یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، وہ کسی دوسرے مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرسکتا ہے، کیونکہ یہ بات مکمل تحقیق کے بعد یقینی طور پر معلوم ہوچکی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے لے کر اب تک ہر زمانہ میں لوگ ایک مرتبہ مجتہدین میں سے کسی سے اور دوسری مرتبہ پہلے مجتہد کے علاوہ کسی اور سے فتویٰ طلب کیا کرتے تھے، وہ ایک معین مفتی کا التزام نہیں کیا کرتے تھے (ان مفتیان میں ایسے مجتہد، یا ان کے مقلد بھی ہوا کرتے تھے، جن کا اجتہادی

مسائل میں باہم اختلاف ہوا کرتا تھا) اور یہ عمل عام تھا، جس پر نکیر نہیں کی گئی۔ [1]

اور یہ حکم اس صورت میں ہے، جب کسی معین مذہب کا التزام نہ کیا ہو، اور اگر کسی معین مذہب کا التزام کرلیا، جیسا کہ امام ابوحنیفہ، یا امام شافعی کا، تو کیا اسے اسی پر برقرار رہنا لازم ہوجائے گا کہ کسی مسئلہ میں بھی اسے دوسرے کی تقلید کرنا جائز نہ ہو؟ تو اس سلسلہ میں ایک قول یہ ہے کہ اسی پر برقرار رہنا لازم ہوجائے گا، جیسا کہ اگر کسی معین واقعہ کے حکم میں کسی مذہب کا التزام کرلے (تو اس معین ومخصوص واقعہ میں اس سے عدول کرنا منع ہوتا ہے) اور ایک دلیل یہ ہے کہ اس نے یہ اعتقاد کرلیا ہے کہ جس مذہب کی طرف وہ منسوب ہے، وہی حق ہے، لہٰذا اس پر مذہب کے اعتقاد کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگر کسی معین مذہب کا التزام کرلیا ہو، تو اس پر برقرار رہنا لازم نہیں ہوگا، یہی زیادہ صحیح قول ہے، کیونکہ واجب تو وہی چیز ہوا کرتی ہے، جس کو اللہ اور اس کے رسول نے واجب کیا ہو، اور اللہ اور اس کے رسول نے کسی پر بھی امت کے کسی آدمی کے مذہب کے اختیار کرنے کو واجب نہیں کیا کہ وہ اپنے دین میں اس کے ہر حکم کی تقلید کرے، اور دوسرے کے حکم کو ترک کردے۔ [2]

اور اس کا التزام کرنا نذر (ومنت) کا حکم نہیں رکھتا کہ اس کو پورا کرنا واجب ہو، اور ابنِ حزم نے تو یہاں تک فرمادیا کہ حاکم، یا مفتی کے لیے کسی آدمی کی اس طرح سے تقلید حلال نہیں کہ وہ اسی کے قول پر فیصلہ کیا کرے، اور اسی کے قول پر فتویٰ دیا کرے۔ [3]

بلکہ یہاں تک بھی کہا گیا ہے کہ عامی کا مذہب صحیح نہیں ہوتا، کیونکہ مذہب تو صرف اس

---

[1] اور جب بلانکیر اس پر تعامل ہر دور میں جاری رہا، تو آج اس پر نکیر کرنا، کیوں کر جائز ہوسکتا ہے۔ محمد رضوان۔

[2] اور جب صورتِ حال یہ ہے کہ تو کسی عالم، یا ایک سے زیادہ علماء کے مذہبِ معین، یا شخصِ معین کی تقلید واجب قرار دینے کی وجہ سے، یہ واجب نہ ہوجائے گا، جب تک کہ اس پر اجماع نہ ہوجائے، اور اجماع اب تک اس پر ثابت نہیں، اور نہ ہی اس جیسے مسائل پر اجماع ممکن ہے، کیونکہ قرونِ فاضلہ وسابقہ کے تعامل کے خلاف، اجماع کا وقوع امرِ مستبعد ہے۔ محمد رضوان۔

[3] مختلف زمانوں میں زیادہ تر حاکم ومفتی کے لیے اس طرح مذہبِ معین وغیرہ کے الزامات، بادشاہوں وحکمرانوں کی طرف سے انتظامی، یا عصبیتی طور پر لازم کیے گئے، جس کا بعض فقہی کتابوں میں بھی ذکر آ گیا، پھر بعد کے بعض حضرات، اس طرح کے الزامات کو شرعی وفقہی فکر سمجھ بیٹھے، اور مقصود سے دور نکل گئے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

شخص کا ہوتا ہے، جس کی مذاہب پر نظر ہو، اور مذاہب کی بصیرت حاصل ہو، یا مذہب اس کا ہوتا ہے، جس نے اس مذہب کی فروعات کی کتاب پڑھی ہو، اور اس مذہب کے امام کے فتاویٰ اور اس کے اقوال کو پہچان لیا ہو۔ [1]

ورنہ جو شخص اس کا اہل نہ ہو، بلکہ وہ یہ کہے کہ میں حنفی، یا شافعی ہوں، تو وہ صرف یہ کہنے سے اس مذہب کا اہل نہیں ہوجائے گا، جس طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں فقیہ ہوں، یا نحوی ہوں، تو وہ یہ کہنے کی وجہ سے فقیہ، یا نحوی نہیں ہوجائے گا (جب تک کہ اس میں فقیہ ، یا نحوی ہونے کی صلاحیت نہ ہو، اسی طرح حنفی، یا شافعی کہنے سے بھی حنفی، یا شافعی نہیں ہوجائے گا)

پھر امام صلاح الدین علائی نے فرمایا کہ جس بات کی فقہاء نے اپنی مشہور کتابوں میں تصریح فرمائی ہے، وہ مسائلِ آحاد میں اپنے مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے اور اپنے امام کے اُس مذہب کے خلاف عمل کرنے کا جائز ہونا ہے، جس امام کے مذہب کی وہ تقلید کرتا ہے، جبکہ تتبعِ رخص کے طریقہ پر نہ ہو، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جیسا کہ وہ شخص جس نے کسی مذہب کا التزام نہیں کیا، اگر وہ کسی مجتہد کی تقلید کرکے کوئی عمل کر لے، تو اس سے رجوع نہیں کرسکتا، یعنی اس حکم سے رجوع نہیں کرسکتا (جس پر وہ پہلے عمل پیرا ہوچکا ہے) لیکن اس کے علاوہ دوسرے عمل میں مجتہدین میں سے کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا جائز ہے (خواہ وہ عمل پہلے عمل کی جنس سے کیوں نہ ہو، مثلاً پہلے خون نکلنے سے وضو ٹوٹنے کا قائل رہ کر نماز پڑھی، پھر امام شافعی، امام مالک، اور امام احمد کی تقلید واتباع میں خون نکلنے کے باوجود، وضو کیے بغیر اگلی کوئی نماز پڑھ لی، تو اس کی یہ نماز صحیح ہوجائے گی)

مصنف (یعنی ابنِ ہمام) نے فرمایا ''اور یہ قول حقیقت میں مصنف کے قول کی تفصیل ہے، جس کے بارے میں ایک قول، دوسرے مجتہد کی تقلید کے ناجائز ہونے کا ہے'' کہ دوسرے مجتہد کی تقلید جائز ہونے کا قول غالب گمان کے درجے میں راجح ہے، پھر

---

[1] پھر اس صورت میں بھی مذہب کا وجود تو خارج میں ہوسکتا ہے، لیکن وجوب پھر بھی اس سے ثابت نہ ہوگا، اور ''وجود'' کو ''وجوب'' سمجھ لینا، یا ''وجود'' کو ''وجوب'' کی دلیل بنالینا درست نہیں۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

مصنف نے اس قول کے راجح ہونے کی وجہ اس طرح بیان فرمائی کہ جس نے کسی مجتہد کی تقلید کا التزام کرلیا ہو، اس پر اس کی اتباع شرعاً واجب نہیں ہوتی، کیونکہ مقلد پر کسی کی تعیین کے بغیر اہلِ علم کی اتباع واجب ہے، اللہ تعالیٰ کے اس قول ''**فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون**'' کی وجہ سے۔

پس مقلد کا کسی مذہب کا التزام، شرعی موجبات میں سے نہیں ہے۔

اور پہلے مجتہد کی تقلید کو چھوڑ کر دوسرے کی اتباع کے جائز ہونے، اور اس پر تنگی نہ ہونے کے قول سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ مختلف مذاہب کی رخصتوں کا اتباع کرنا جائز ہے، یعنی جو مسائل اس کو پیش آئیں، ان میں جو اس پر آسان ہو، اس مذہب کے مسائل کو لے لینا جائز ہے، جس کے لیے کوئی شرعی مانع نہیں پایا جاتا، کیونکہ انسان کے لیے آسان ترین راستے پر چلنا جائز ہوتا ہے، جبکہ اس کو اس کی سبیل میسر ہو، اور اس کی سبیل یہ ہے کہ اس نے اس اخف کے مخالف قول پر عمل نہ کیا ہو، خاص اس مختلف فیہ محل میں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، امت پر اخف چیز کو پسند فرمایا کرتے تھے، صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لفظِ ''**خفف عنهم**'' کے ساتھ روایت مروی ہے، اور ایک روایت میں ''**يخفف عنهم**'' کے الفاظ ہیں، اور فقہائے کرام نے ایسی کئی صحیح احادیث کو ذکر کیا ہے، جو اس معنیٰ پر دلالت کرتی ہیں۔ [1]

اور ابنِ عبدالبر کے متعلق جو یہ بات مروی ہے کہ عامی کے لیے بالاجماع تتبعِ رخص جائز نہیں، تو ہم ابنِ عبدالبر سے اس کی صحت کو تسلیم نہیں کرتے، اور اگر تسلیم بھی کرلیا جائے، تو بھی ہم اجماع کے دعوے کی صحت کو تسلیم نہیں کرتے، اور اجماع کا دعویٰ کیونکر درست

---

[1] تخفیف وتیسیر کے مطلوب ومحمود ہونے سے متعلق قرآن وسنت کی نصوص اتنی زیادہ ہیں کہ جن کو اس موقع پر نقل کرنا مشکل ہے، بندہ نے تیسیر سے متعلق ایک مستقل مضمون میں ان کو جمع کردیا ہے۔

پس ان تمام نصوص کو نظر انداز کرکے، تخفیف وتیسیر کی غرض سے کسی مجتہد کی تقلید کو ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا، جب تک کہ ان کے مقابلے میں تشدید وتعسیر کی نصوص پیش نہ کردی جائیں، البتہ اگر تخفیف وتیسیر کے علاوہ کوئی اور فاسد غرض ہو، مثلاً مال وجاہ وغیرہ کا نازیبا طریقہ پر حصول، تو پھر وہ شخص اپنی نیت کے مطابق ماخوذ ہوگا، جس طرح جائز ومستحسن غرض کی وجہ سے ماجور ہوگا، مہاجرِ امِّ قیس کی طرح، جیسا کہ گزرا۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

ہوسکتا ہے، جبکہ امام احمد سے تتبعِ رخص کرنے والے کے فاسق ہونے کے متعلق دو روایات مروی ہیں (اورامام ابوحنیفہ، امام شافعی اورامام مالک ودیگر متقدمین سے فسق کا حکم مروی ہے ہی نہیں) اور قاضی ابو یعلیٰ حنبلی نے فاسق ہونے کی روایت کو اُس پر محمول کیا ہے، جو مؤول نہ ہو، اور نہ ہی مقلد ہو(یعنی اُس وقت فاسق ہوگا، جب کسی تاویل مثلاً راجح ہونے کی دلیل ، یا کسی حاجت ومعقول مصلحت کے بغیر تتبعِ رخص کرے، یا کسی مجتہد وامام کی تقلید کے بغیر ایسا کرے)

اور بعض متاخرین مثلاً علامہ قرافی نے اس (تتبعِ رخص کرنے والے کے فاسق ہونے کی روایت) کواس پر محمول کیا ہے کہ دوسرے کی تقلید کرنے پر وہ چیز مرتب نہ ہوجائے، جواس فعل کو دونوں مجتہدین کے ایک ساتھ ممنوع قرار دینے کی وجہ سے بطلان کی صورت پیدا کردے، پہلے کی اس چیز میں مخالفت کی وجہ سے، جس میں اس نے دوسرے کی تقلید کی ہے، اور دوسرے کی دوسری چیز میں مخالفت کی وجہ سے، جس پر اس عمل کی صحت موقوف ہے، جس کی مثال یہ ہے کہ جس نے وضو اور غسل میں دھوئے جانے والے اعضاء کو رگڑنے کے فرض نہ ہونے میں امام شافعی کی تقلید کی، اور شہوت کے بغیر عورت کو چھونے سے وضو نہ ٹوٹنے میں امام مالک کی تقلید کی، اور اس نے وضو کیا، پھر بغیر شہوت کے عورت کو چھوا، اور اس نے نماز پڑھ لی، تو اگر اس نے وضو، اعضاء کو رگڑ کر کیا تھا، تو اس کی نماز، امام مالک کے نزدیک صحیح ہوجائے گی، اور اگر اعضاء کو رگڑے بغیر کیا تھا، تو امام مالک اور امام شافعی دونوں کے نزدیک باطل ہوجائے گی۔............ [1]

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ تتبعِ رخص کے عدمِ جواز کا ایک یہ قول ہے، جو تلفیق پر محمول ہے، لیکن یہ ذہن نشین رہنا ضروری ہے کہ یہ دوسرے اقوال کے مقابلہ میں محض ایک قول ہے، اور مختلف اقوال کے مابین ترجیح وتصحیح میں اصحابِ علم وفقہ کا اختلاف ہے، پس جب یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہوا، تو اہلِ اجتہاد کو اپنے اپنے اجتہاد کی رُو سے اس میں اختلاف وترجیح کی بھی گنجائش نکل آئی۔

موجودہ دور کے بعض اہلِ علم حضرات کا اس طرح کے اجتہادی واختلافی اقوال میں سے کسی قول کو اس طرح پکڑ کر بیٹھ جانا کہ اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو اس طرح کا مجرم سمجھا جائے، جیسا کہ وہ نصوص کا مخالف ومنکر ہو، اور اس کو ’’اباحیت پرستی‘‘ اور ’’الحاد پرستی‘‘ جیسے الزامات سے متہم کرنا، بے اعتدالی ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ مذکورہ صورت میں دونوں اماموں کے نزدیک ''بطلان'' مسلّم نہیں، کیونکہ امام مالک نے مثلاً یہ نہیں کہا کہ جس نے مہر نہ ہونے کے متعلق امام شافعی کی تقلید کی، تو اس کا نکاح باطل ہے، اور امام شافعی نے یہ نہیں کہا کہ جس نے امام مالک کی گواہ نہ ہونے میں تقلید کی، تو اس کا نکاح باطل ہے، انتھیٰ۔

لیکن اس پر یہ شبہ کیا گیا ہے کہ بطلان کے قول کا نہ ہونا، اس شخص کے حق میں ہے، جس نے ان دونوں میں سے ایک کی تقلید کی ہو، اور اس کے مذہب کی ان تمام چیزوں میں رعایت کی ہو، جن پر عمل کی صحت موقوف ہے، لیکن ہمارے زیرِ بحث مسئلہ وہ ہے، جس میں اس شخص نے دونوں اماموں کی تقلید کی ہے، اور ان میں سے ہر ایک کی کسی چیز میں مخالفت کی ہے، اور اس میں بطلان کے قول کا نہ ہونا، اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس بارے میں ان کا قول نہ ہو۔

اور بعض اوقات اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان فرق کرنے والی چیز صرف یہ ہے کہ مجتہدین میں سے ہر ایک تلفیق کی صورت میں تمام شرائطِ صحت کو نہیں پاتا، بلکہ بعض میں شرائطِ صحت کو پاتا ہے، اور بعض میں شرائطِ صحت کو نہیں پاتا، اور اس فارق کے بارے میں ہمیں یہ بات تسلیم نہیں کہ وہ بطلان کے حکم کا سبب ہو۔

اور ہم یہ بات کیسے تسلیم کرسکتے ہیں، جبکہ بعض شرائط میں مخالفت زیادہ اھوَن ہوتی ہے، بنسبت تمام شرائط میں مخالفت کرنے کے، لہٰذا اھوَن صورت میں صحت کا حکم بطریقِ اولیٰ لازم آتا ہے، اور جو شخص فرق کرنے والی چیز کے وجود کا دعویٰ کرے، یا کسی دوسری ایسی دلیل کا دعویٰ کرے، جو تلفیق کی صورت کے باطل ہونے پر پہلی صورت کے برخلاف موجود ہو، تو اس کے ذمہ دلیل کے ساتھ ثبوت پیش کرنا لازم ہے۔

اور اگر آپ یہ شبہ کریں کہ ہم بعض شرائط میں مخالفت کرنے کو، تمام شرائط میں مخالفت

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

افسوس کہ آج امت کو ایسے کئی علماء سے پالا پڑا ہے، جو اس طرح کی تمام تر بے اعتدالیوں میں مبتلا ہو کر بھی ''بی بی تمیزن کے وضو کی طرح'' عالم، فاضل، شیخ الحدیث اور مفتی وغیرہ کے القابات سے نوازے جاتے ہیں۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

کے مقابلے میں اھوَن ہونا تسلیم نہیں کرتے ،اس لیے کہ تمام شرائط میں مخالفت کرنے والے والا ایک مجتہد کی ان تمام چیزوں میں اتباع کرتا ہے، جن پر عمل کی صحت موقوف ہے،اور یہاں اس نے کسی ایک مجتہد کی اتباع ہی نہیں کی۔

تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ آپ کی یہ بات اس وقت درست ہوسکتی ہے، جب آپ کے پاس نص، یا اجماع، یا قیاس کی کوئی ایسی قوی دلیل ہو، جو اس بات پر دلالت کرے کہ جب کسی عمل کی کچھ شرائط ہوں،تو مقلد پر ایک مجتہد کی اتباع اُن تمام شرائط میں واجب ہوتی ہے، جن پر اس کی صحت موقف ہو،تو اگر آپ سچے ہوں،تو آپ کو ایسی دلیل پیش کرنی چاہیے،واللّٰہ تعالیٰ اعلم (اور جمہور کے نزدیک مذہبِ معین کا التزام واجب نہ ہونے ،اور جس کی چاہے تقلید کرنے کے جواز کے ضمن میں تلفیق کی مذکورہ صورت بھی داخل ہے، جیسا کہ آگے ''شرح مسلّم الثبوت'' کے حوالے سے آتا ہے۔ناقل)

اور امام علائی نے دوصورتوں میں انتقال کے قول کو راجح قرار دیا ہے،ایک تو اس صورت میں، جبکہ دوسرے امام کے مذہب میں زیادہ احتیاط ہو، جیسا کہ اگر کسی نے تین طلاقوں کا، کسی فعل پر حلف اٹھایا، پھر اس نے اس فعل کو بھول کر، یا ناواقفیت میں کرلیا، اور اس کے امام کا مذہب حانث نہ ہونے کا ہے، پھر وہ اپنی بیوی کے ساتھ اس قول پر عمل کرتے ہوئے رہتا رہا، پھر اس کے سامنے حانث ہونے والا قول ظاہر ہوا، تو اس کو احوط کو لے لینا مستحب ہے (واجب وضروری پھر بھی نہیں) اور دوسرے اس صورت میں جبکہ اپنے امام کے مذہب کے مخالف قول کی قوی دلیل دیکھے، جو راجح ہو(اس صورت میں بھی دوسرے امام کے مذہب کی طرف منتقل ہونا جائز ہے) کیونکہ مکلّف کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم ہے، اور یہ بات امام احمد سے مروی، روایت کے موافق ہے، اور قدوری کے بھی موافق ہے، اور علماء کی ایک جماعت نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، جن میں ابنِ صلاح اور ابنِ حمدان بھی داخل ہیں (تیسیر التحریر)

www.idaraghufran.org

’’تلفیق‘‘ کے متعلق مذکورہ عبارت میں، جس موقف کو راجح قرار دیا گیا ہے، اسی موقف کو علامہ ابن ملا فروخ رومی حنفی (المتوفیٰ:1061ھ) نے بھی ’’القول السدید فی بعض مسائل الاجتهاد و التقليد‘‘ میں اختیار کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:القول السدید فی بعض مسائل الاجتهاد و التقليد،لمحمد بن عبد العظيم المكى الرومى المورى الحنفى،ص ۸۴ الى ۱۳۶،الفصل الاول)

اور بعض دیگر حضرات نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے، جن میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور صاحبِ ’’فواتحُ الرحموت‘‘ بھی داخل ہیں۔

اور بعض نے دلیل سے قوت ظاہر ہونے پر، یا کسی مشکل وتنگی سے بچنے کی خاطر ’’تلفیق‘‘ کو جائز قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: الفقه الاسلامى و ادلتهٔ للزحيلى، ج ۱، ص ۹۰، المطلب السادس: الضوابط الشرعية للأخذ بأيسر المذاهب: تمهيد،وج ۱، ص ۱۰۷، المطلب السادس: الفرع الرابع۔ آراء الأصوليين فى مسألة اختيار الأيسر أو تتبع الرخص، وفى التلفيق بين المذاهب،والتلفيق بين المذاهب،ص ۲۲،للدكتور عارف عزالدين حسونه، والتلفيق بين المذاهب الفقهية وعلاقته بتيسير الفتوىٰ ، ص ۳۲، المبحث الاول،لغازى بن مرشدبن خلف العتيبى:استاذ مساعد بقسم الشريعة بجامعة ام القرىٰ ،و التلفيق وحكمه فى الفقه الإسلامى،ص ۴۶،للدكتورعبد الله بن محمد بن حسن السعيدى:الأستاذ المشارك فى قسم الثقافة الإسلامية،بجامعة الملك سعود)

البتہ بعض اہلِ علم حضرات نے اس موقف کی تردید کی ہے، جیسا کہ ہمارے ہاں مشہور ہے۔

پیچھے مختلف عبارات میں ابنِ عبدالبر(المتوفیٰ:463ھ) کے حوالے سے ’’تتبعِ رخص‘‘ کے بالاجماع ناجائز ہونے کا ذکر آیا ہے، بعض حضرات نے ابنِ عبدالبر سے اس کے عدمِ ثبوت کا حکم لگایا ہے، اور بعض نے اجماع کے دعوے کی تردید کی ہے۔

ہم نے اس قضیہ کو حل کرنے کے لیے ابنِ عبدالبر کی اس سلسلے میں تصریحات ملاحظہ کیں، جن پر ذیل میں کلام کیا جاتا ہے۔

ابنِ عبدالبر نے اپنی کتاب ’’جامع بيان العلم‘‘ میں فرمایا:

وذكره الطبرى ، عن أحمد بن إبراهيم ، عن غسان بن المفضل قال : أخبرنى خالد بن الحارث قال : قال لى سليمان التيمى : إن أخذت برخصة كل عالم اجتمع فيك الشر كله قال أبو عمر : هذا إجماع لا

www.idaraghufran.org

أعلم فيه خلافا (جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر، رقم الحديث ١٠٨٩، باب ذكر الدليل من أقاويل السلف على أن الاختلاف خطأ وصواب)

ترجمہ: طبری نے احمد بن ابراہیم سے، انہوں نے غسان بن مفضل سے، اور انہوں نے خالد بن حارث سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے سلیمان تیمی نے فرمایا کہ اگر آپ ہر عالم کی رخصت کو اختیار کرلیں گے، تو آپ میں تمام شر جمع ہو جائے گا۔

ابو عمر (ابنِ عبدالبر) نے فرمایا کہ یہ اجماع ہے، جس میں مجھے کسی کا اختلاف معلوم نہیں ہوتا (جامع بیان العلم)

مذکورہ عبارت کے متعلق عرض ہے کہ مذکورہ عبارت میں سلیمان تیمی کا قول مذکور ہے، اور سلیمان تیمی کا مذکورہ قول مرفوع حدیث کا درجہ نہیں رکھتا، اور مرفوع احادیث میں ''تخفیف، رخصت، اھون وایسر'' کی اجازت وتحسین کا ذکر آیا ہے، جن کی تعداد بہت زیادہ ہے، اوران کو یقیناً سلیمان تیمی کے قول پر فوقیت حاصل ہے، اور اتباعِ رخص کے مجوزین نے اس قسم کی احادیث سے ہی استدلال کیا ہے، اور اصل بحث عامی کے حق میں ہے، جس کے نزدیک تمام مجتہدین کا درجہ مساوی ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

پس عامی شخص کے حق میں دین کے شارح ہونے کی حیثیت سے تمام مجتہدین کے اقوال یکساں درجے کے ہوں گے، جب تک وہ کسی قول کی تغلیط پر معتبر ذریعہ سے مطلع نہ ہو۔

دوسرے سلیمان تیمی کے قول میں ہر عالم کی رخصت کا ذکر ہے، جس کے متعلق راجح یہ معلوم ہوا کہ اس کا محمل یہ ہے کہ ہر عالم کے قول میں سے رخصت کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اختیار کیا جائے، قطع نظر اس سے کہ اس عالم میں اجتہادی شان پائی جاتی ہو، یا نہ پائی جاتی ہو، اور وہ مسئلہ مجتہد کا اصل مذہب ہو، یا ویسے ہی گرا پڑا، اور بے سند، یا شاذ درجہ کا قول ہو، نیز وہ مسئلہ مجتہد فیہ ہو، یا نہ ہو۔

اور ظاہر بات ہے کہ اس طرح کی رخصتوں کے اختیار کرنے کی کسی کے نزدیک بھی گنجائش نہیں دی جاسکتی، اس صورت میں ابنِ عبدالبر کی طرف سے اجماع کا دعویٰ بھی اس مخصوص صورت کے ساتھ خاص ہوگا، جس کی وجہ سے مسلمہ مجتہدین وائمہ دین سے ثابت شدہ مجتہد فیہ ومختلف فیہ مسائل سے اسہل واخف کو اختیار کرنے پر ابنِ عبدالبر کا مذکورہ حکم منطبق نہیں ہوگا، جیسا کہ علامہ ابنِ ہمام کا بھی

یہی موقف ہے۔

اسی کی تائید خود ابنِ عبدالبر کے اپنے کلام سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ وہ ’’التمہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید‘‘ میں فرماتے ہیں:

عن عائشة أنها قالت ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أمرين (قط) إلا أخذ أيسرهما ما لم يكن إثما فإن كان إثما كان أبعد الناس منه وما انتقم رسول الله صلى الله عليه وسلم لنفسه إلا أن تنتهك حرمة لله فينتقم لله بها فى هذا الحديث دليل على أن المرء ينبغى له ترك ما عسر عليه من أمور الدنيا والآخرة وترك الإلحاح فيه إذا لم يضطر إليه والميل إلى اليسر أبدا فإن اليسر فى الأمور كلها أحب إلى الله وإلى رسوله قال تعالى يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر وفى معنى هذا الأخذ برخص الله تعالى ورخص رسوله صلى الله عليه وسلم والأخذ برخص العلماء ما لم يكن القول خطأ بينا وقد تقدم من القول فى هذا المعنى فى باب الفطر فى السفر فى حديث حميد الطويل وفى باب القبلة للصائم فى باب زيد بن أسلم من كتابنا هذا ما فيه كفاية.

روينا عن محمد بن يحيى بن سلام عن أبيه قال ينبغى للعالم أن يحمل الناس على الرخصة والسعة ما لم يخف المأثم.

وأخبرنا محمد بن إبراهيم قال حدثنا سعيد بن أحمد بن عبد ربه وأحمد بن مطرف قالا حدثنا سعيد بن عثمان قال حدثنا يونس بن عبد الأعلى قال حدثنا سفيان بن عيينة عن معمر قال إنما العلم أن تسمع بالرخصة من ثقة فأما التشديد فيحسنه كل واحد (التمهيد لما فى الموطأ من المعانى والاسانيد، لابنِ عبدالبر، ج۸ص ۱۴۶، ۱۴۷، تابع لحرف الميم، الحديث الخامس والثلاثون)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو

www.idaraghufran.org

امور کا جب بھی اختیار دیا گیا، تو آپ نے ان میں سے آسان ترین کو اختیار کیا، جب تک وہ گناہ کا کام نہ ہوا، پس اگر گناہ کا کام ہوتا، تو آپ اس سے لوگوں میں سب سے زیادہ دوری اختیار کرنے والے ہوتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے کبھی انتقام نہیں لیا، مگر یہ کہ اللہ کی عظمت کی ہتک کی جاتی، تو اللہ کے لیے اس کا انتقام لیتے تھے، اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا اور آخرت کے امور میں جو چیز دشوار معلوم ہو، آدمی کے لیے ہمیشہ اس کو چھوڑنا اور اس کو چھوڑنے میں اہتمام کرنا اور آسانی کی طرف متوجہ ہونا مناسب ہے، جب تک اس کو اختیار کرنے میں اضطرار پیدا نہ ہوجائے، کیونکہ تمام امور میں آسانی اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ محبوب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''اللہ تم سے آسانی چاہتا ہے، اور تم سے مشکل نہیں چاہتا'' اور یہی حکم اللہ تعالیٰ کی رخصتوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصتوں کو اختیار کرنے کا ہے، اور (یہی حکم) علماء (فقہاء ومجتہدین) کی رخصتوں کو اختیار کرنے کا بھی ہے، بشرطیکہ وہ قول واضح خطاء پر مبنی نہ ہو، اور اس سے ملتی جلتی بات سفر میں افطار کے باب میں حمید طویل کی حدیث کے ضمن میں اور روزہ دار کے بوسہ لینے کے باب میں زید بن اسلم کی حدیث کے ضمن میں ہماری اس کتاب کے میں گزر چکی ہے، جس میں کافی بحث کی گئی ہے۔

ہمیں محمد بن یحییٰ بن سلام کی اپنے والد یحییٰ بن سلام سے مروی یہ روایت پہنچی کہ عالم کے لیے مناسب یہ ہے کہ لوگوں کو رخصت اور وسعت پر ابھارے، جب تک گناہ کا خوف نہ ہو، اور ہمیں محمد بن ابراہیم نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ ہمیں سعید بن احمد بن عبدِ رب اور احمد بن مطرف نے خبر دی، ان دونوں نے فرمایا کہ ہمیں سعید بن عثمان نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ ہمیں یونس بن عبدالاعلیٰ نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ ہمیں سفیان بن عیینہ نے حضرت معمر سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ حضرت معمر نے فرمایا کہ بس علم تو یہ ہے کہ آپ ثقہ سے رخصت سنیں، پس سختی وتشدید کو ہر ایک پسند

www.idaraghufran.org

کرتا ہے(التمہید)

مذکورہ عبارت میں ابنِ عبدالبر نے علماء وفقہاء کی رخصتوں کو بھی جائز قرار دیا ہے، جب تک وہ واضح خطاء پر مبنی نہ ہو، اور ظاہر ہے کہ واضح خطاء پر مبنی اقوال، شاذ ہی حیثیت رکھتے ہیں، جن پر علماء نکیر کرتے آئے ہیں، اور اس طرح کے اقوال عام طور پر ائمہ مجتہدین کے اصل اور راجح مذاہب و اقوال میں شمار نہیں کیے گئے، جن کی چند مثالیں آگے آتی ہیں۔

حضرت معمر کی جو روایت اوپر گزری، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ثقہ سے رخصت کا ثبوت، ہی اصل علم ہے، اگرچہ سختی وتشدد کو پسند کیوں نہ کیا جاتا ہو، اور فقہائے کرام ومجتہدینِ عظام کا ثقہ ہونا مسلم ہے، پس جو غیر شاذ اقوال ان سے ثابت ہوں گے، جب تک وہ واضح خطاء نہ ہوں، ان کو علم کے باب میں شمار کیا جائے گا، اور ان کی اتباع وتقلید جائز ہوگی۔

ابنِ عبدالبر نے حضرت معمر کی مذکورہ روایت کو ''جامع بیان العلم وفضلہ'' میں بھی روایت کیا ہے۔ [1]
بلکہ حضرت سفیان ثوری سے بھی اسی طرح کی روایت کو نقل کیا ہے۔ [2]

اور حضرت معمر سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر کوئی آدمی اہلِ مدینہ کے غناء اور عورتوں کی دبر سے شہوت پوری کرنے کے قول کو اور اہلِ مکہ کے متعہ اور بیع صرف کے قول کو، اور اہلِ کوفہ کے سکر کے قول کو لے لے، تو وہ لوگوں میں شریر ترین ہے۔ [3]

---

[1] أخبرنا أبو عمر أحمد بن عبد الله بن محمد بن علي قال: أخبرني أبي ثنا محمد بن قاسم قال: حدثنا محمد بن علي البجلي، ثنا يونس بن عبد الأعلى، عن سفيان بن عيينة، عن معمر قال: " إنما العلم أن تسمع بالرخصة من ثقة فأما التشديد فيحسنه كل أحد(جامع بيان العلم وفضله، رقم الرواية ١٤٦٨)

[2] حدثنا أبو ذر عبد بن أحمد بن محمد الهروي، فيما كتب به إلي إجازة , أنا إبراهيم بن أحمد البلخي , ثنا أبو العباس محمود بن عنبر بن نعيم النسفي بنسف قال: ثنا أبو نصر فتح بن عمرو الوراق , ثنا أبو أسامة قال: سمعت سفيان الثوري , يقول: إنما العلم عندنا الرخصة من ثقة، فأما التشديد فيحسنه كل أحد(جامع بيان العلم وفضله، رقم الرواية ١٤٦٧)

[3] أخبرنا يحيى بن طالب الأنطاكي ، حدثنا محمد بن مسعود ، حدثنا عبد الرزاق ، أخبرنا معمر ، قال : لو أن رجلا ، أخذ بقول أهل المدينة في السماع -يعني الغناء -وإتيان النساء في أدبارهن ، وبقول أهل مكة في المتعة والصرف ، وبقول أهل الكوفة في السكر ، كان شر عباد الله (الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر لابي بكر الخلال، رقم الرواية ١٧٤ ،ص ٦٦،باب ذكر الغناء وإنكاره)

www.idaraghufran.org

یہ بات ظاہر ہے کہ ’’غناء کے جواز‘‘ اور عورتوں کی دبر سے شہوت پوری کرنے کے مباح اور نشہ کے مباح ہونے کے اقوال، دراصل ائمہ مجتہدین کے راجح اور اصل مذاہب نہیں، بلکہ شاذ اقوال ہیں، جن کی ائمہ مجتہدین کی طرف نسبت بھی محلِ نظر ہے۔

پس جب حضرت معمر سے دونوں قسم کی رخصتوں میں الگ الگ حکم منقول ہے، اور خود ابنِ عبدالبر سے بھی منقول ہے، تو دونوں قسم کی رخصتوں کا حکم بھی مختلف ہونا چاہیے۔

اس لیے ہمارا رجحان اس طرف ہوا کہ جو اقوال مجتہدینِ عظام اور فقہائے کرام کے راجح اور اصل مذاہب میں داخل نہیں، یا گرے پڑے، شاذ درجہ کے اور بے سند اقوال ہیں، جیسا کہ امام مالک کی طرف متعہ کے جواز کی نسبت کا قول اور دوسرے اسی طرح کے اقوال، ان کو اختیار کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ جب مجتہدین کے نزدیک واضح خطاء پر مبنی ہیں، تو ایسے واضح خطاء والے اقوال میں مقلد کیسے معذور ہوسکتا ہے، مقلد کے لیے مجتہد کی تقلید اسی وقت جائز ہے، جب تک اس کو مجتہد کے اس قول کا واضح خطاء پر مبنی ہونا، ظاہر نہ ہوجائے۔

اسی وجہ سے مذکورہ اور اس جیسے اقوال کو آج بھی عام دینی ذہن رکھنے والے عوام درست نہیں سمجھتے، اہل اہواء واہلِ بدعت کا معاملہ الگ ہے، جس کی مزید تفصیل اگلے سوال کے جواب کے ضمن آتی ہے۔

جہاں تک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی متتبعِ رخص کے بارے میں فسق کی روایت کا تعلق ہے، تو اب ان کی اس روایت کے الفاظ بھی ملاحظہ کرلیے جائیں۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ:

سمعت ابی یقول سمعت یحیی بن سعید القطان یقول لو ان رجلا عمل بکل رخصة بقول اهل الکوفة فی النبیذ واهل المدینة فی السماع یعنی الغناء واهل مکة فی المتعة او کما قال ابی کان به فاسقا (مسائل أحمد بن حنبل رواية ابنه عبد الله، رقم الحديث ١٦٣٢)

ترجمہ: میں نے اپنے والد (امام احمد) سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر ایک آدمی ہر رخصت پر عمل کرے، نبیذ کے بارے میں اہلِ کوفہ کے قول پر، اور سماع، یعنی گانے کے بارے میں اہلِ مدینہ کے قول

پر، اور متعہ کے بارے میں اہلِ مکہ کے قول پر عمل کرے، یا جیسا کہ میرے والد نے فرمایا، تو وہ اس کی وجہ سے فاسق ہو جائے گا (مسائل احمد بن حنبل)

اس سے معلوم ہوا کہ امام احمد سے بھی فسق کی روایت اسی قسم کی رخصتوں کے بارے میں ہے، جن کا پہلے ابنِ عبدالبر کے حوالہ سے ذکر کیا گیا۔

برہان الدین ابنِ مفلح حنبلی (المتوفیٰ: 884ھ) نے ''النکت والفوائد السنیة'' میں اس سلسلے میں حنابلہ کی مختلف روایات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''فظهر من ذلک أن من فعل مختلفا فيه بغير تأويل ولا تقليد أنه يفسق في المشهور. وإن تأول أو قلد إن لم يترخص فلا يفسق.

وإن تتبع الرخص فهل يفسق أم لا أم يفرق بين ما قوي دليله وما ضعف أم لا يقال بهذه التفرقة في حق العالم فقط أم يفرق بين العامي والعالم مطلقا فيه أقوال'' (النكت والفوائد السنية على مشكل المحرر ، لابنِ مفلح الحنبلی، ج ۲، ص ۲۶۱)

ترجمہ: پس مذکورہ تفصیل سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جس نے مختلف فیہ فعل کا کسی تاویل اور تقلید کے بغیر ارتکاب کیا، تو وہ مشہور قول کے مطابق فاسق ہو جائے گا۔

اور اگر اس نے کوئی تاویل کی، یا کسی مجتہد کی تقلید کی، تو اگر اس نے تتبعِ رخص نہیں کیا، تو فاسق نہیں ہوگا۔

اور اگر تتبعِ رخص کیا، تو کیا وہ فاسق ہو جائے گا، یا فاسق نہیں ہوگا، یا دلیل کے قوی ہونے اور ضعیف ہونے کے اعتبار سے فرق کیا جائے گا، یا صرف عالم کے حق میں فرق نہیں کیا جائے گا، یا عامی اور عالم کے بارے میں مطلقاً فرق کیا جائے گا، اس میں حنابلہ کے یہ سب اقوال ہیں'' (النکت والفوائد)

اس سے معلوم ہوا کہ نہ تو تتبعِ رخص کے معنیٰ کی تعیین پر اجماع ہے، اور نہ ہی اس کے عدمِ جواز پر اجماع ہے، بلکہ اس میں مختلف اقوال ہیں، اور ترجیح وتصحیح میں بھی اختلاف ہے، پس ''تتبعِ رخص کرنے والے'' پر علی الاطلاق فسق کا حکم لگانا، اور اس میں فقہائے مجتہدین کے غیر شاذ اقوال و

مذاہب کی تخفیف وتیسیر، یا تسہیل کی غرض سے پیروی کرنے کو علی الاطلاق ناجائز ٹھہرانا بھی درست نہ ہوا۔

اس میں دلائل کی رُو سے اختلاف وترجیح کی گنجائش موجود ہے، اور ہم اس سلسلے میں اپنا رجحان پہلے ذکر چکے ہیں۔ [1]

(جاری ہے............)

---

[1] وظاهره ترجيح التيسير على قوة الدليل(رد المحتار، ج۴،ص ۵۴۰، كتاب البيوع،مطلب مهم فی أحكام النقود إذا كسدت أو انقطعت أو غلت أو رخصت)

ومعنى تتبع الرخص أن يأخذ العامي بالأسهل عليه والملائم من الأقوال متنقلاً من مذهب إلى غيره بعد التزامه وغلبة ظن رجحانه أو عند تعارض الفتاوى عنده بحيث لا يكون الطريق للترجيح عنده إلا ملاء مة ما يخف عليه أما لو كان رأيه فی اتباع الأخف مبنيًا على اعتقاده أنه الأليق بحالته لأجل المشقة كاتباع كثير من الحنفية مذهب مالک فی عدم نقض الوضوء بسيلان الدم فلا ضير فی ذلک(حاشية التوضيح والتصحيح لمشكلات كتاب التنقيح على شرح تنقيح الفصول فی الأصول، لمحمد الطاهر بن عاشور، ج۲،ص ۲۰۳، الباب التاسع عشر فی الاجتهاد،الفصل الثانی فی حكمه)

وفسر بعضهم تتبع الرخص بأن يأخذ من كل مذهب ما هو أسهل عليه فيما يقع من المسائل وإن كان لا ينقض فيه حكم الحاكم وقد منع القرافی هذا التفسير بأن قوله صلى الله عليه وسلم (بعثت بالحنفية السمحة) أی السهلة يقتضی جواز ذلک ونقل عن أبی إسحاق المروزی جواز تتبع الرخص وجوزه بعضهم للموسوس دون غيره وهو قول حسن وامتناع تتبع الرخص شامل لملتزم مذهب معين وغيره(نشر البنود على مراقی السعود،عبد الله بن إبراهيم العلوی الشنقيطی، ج۲،ص ۳۵۰، كتاب الاجتهاد فی الفروع،فصل فی التقليد فی الفروع)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اجتماعی قربانی کا عمل

آج کل بڑے شہروں اور خاص کر گھنی آبادی والے علاقوں میں عامۃ الناس کے لیے عیدُ الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کا عمل انجام دینا مشکل ہوتا جارہا ہے، جس کی کئی وجوہات ہیں۔

مثلاً شہروں میں جگہیں تنگ ہوچکی ہیں، جہاں قربانی کے جانوروں کو رکھنا اور پھر قربانی کرنا مشکل ہوتا ہے۔

رہائشی مکانوں میں جانوروں کو کھڑا کرنا، اور جانوروں کو وہاں اٹھنا بیٹھنا مشکل ہوتا ہے، صاف و شفاف اور چکنے فرش پر بعض اوقات جانور پھسل کر گر پڑتا ہے، اور زخمی ہوجاتا ہے، یا ٹانگ وغیرہ ٹوٹ جاتی ہے۔

آبادی والے علاقے میں بعض اوقات جانور، بدک جاتا ہے، یا غصہ میں آکر بے قابو ہوجاتا ہے، اور عمارت، مکان، گاڑی، بلکہ انسانی جان کو بھی نقصان پہنچادیتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں جانور خود بھی تکلیف اٹھاتا ہے۔

پھر جس جگہ جانور کو رکھا جاتا ہے، وہاں اس کے چارہ، پانی، اور بول و براز کی بناء پر بدبو اور گندگی پھیلتی ہے، جس کی وجہ سے وہاں پر رہائش پذیر لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

جبکہ بہت سے جانور کھلی اور الگ تھلگ جگہ کے پلے ہوئے ہوتے ہیں، وہ جب آبادی کے شور و ہجوم وغیرہ کو دیکھتے ہیں، تو سخت متوحش ہوکر بے قابو ہوجاتے ہیں، بعض اوقات بھاگ کر گم ہوجاتے ہیں، یا کسی بڑے حادثہ کا سبب بن جاتے ہیں، اور بعض اوقات جانور ہی جان سے چلا جاتا ہے، اسی طرح جانور کی خریداری اور اس کو رکھنا اور اس کی ضروریات کو پورا کرنا، اور پھر قربانی کا عمل انجام دینا، محنت و مشقت اور جفاکشی کا کام ہے، اور آج کل عام طور پر شہری لوگ، ان

www.idaraghufran.org

چیزوں کے عادی نہیں رہے۔

اس کے علاوہ آج کے دور میں صحیح قصابوں کی دستیابی مشکل اور مہنگی ہوگئی ہے، اولاً تو عیدِ قربان کے موقع پر قصاب ہی مشکل سے میسر آتے ہیں، اور اگر میسر بھی آتے ہیں، تو وعدے، معاہدے کے مطابق صحیح وقت پر کام مشکل سے کرتے ہیں، اور ہر شخص کو الگ سے جانور کی قربانی کرانے کے لیے اجرت بھی مہنگی دینی پڑتی ہے، اور بہت سے قصاب صرف نام کے ہوتے ہیں، وہ ذبح کرنے اور گوشت بنانے کے فن سے ناواقف اور اناڑی ہوتے ہیں، اناڑی قصاب گوشت خراب کردیتے ہیں، جبکہ بعض اوقات اناڑی قصابوں کی طرف سے جانور کو ذبح کرنے کے لیے گراتے وقت کوئی جانی، یا مالی بڑا حادثہ پیش آجاتا ہے، جس کی بناء پر قربانی کا عمل خود سے کسی قصاب سے کرانا مشکل ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں آج کل بہت سے لوگوں کی زندگی بہت مصروف ہوگئی ہے، ان کے پاس جانور کی خریداری، اس کو رکھنے اور ذبح کرنے اور گوشت بنوانے کا وقت ہی نہیں۔

اور بعض لوگوں کو الگ الگ جانور کی قربانی مہنگائی کی وجہ سے مشکل ہوتی ہے، اور اس کے برعکس اجتماعی قربانی میں کچھ کم خرچ میں قربانی کا عمل انجام پا جاتا ہے۔

ان جیسی وجوہات کی بناء پر شہری ماحول میں خود ہر ایک کے قربانی کرنے کے بجائے، کسی ادارہ کی طرف سے کی جانے والی قربانی میں حصہ ڈال لیا جاتا ہے، اور بعض اوقات اس طرح اداروں کے واسطہ سے بکرے وغیرہ کی قربانی کرالی جاتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں لوگ مذکورہ چیزوں کی زحمت اور آزمائشوں سے محفوظ رہ جاتے ہیں۔

لیکن دوسری طرف اجتماعی قربانی کا عمل انجام دینے والے اداروں اور افراد پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ شرعی تقاضوں کے مطابق پوری امانت و دیانت کے ساتھ اس طرح اجتماعی قربانی کے عمل کو انجام دیں کہ جس کی وجہ سے شرعی قربانی میں خلل واقع نہ ہو۔

مگر ہم نے دیکھا کہ بعض لوگوں نے اجتماعی قربانی کے عمل کو عبادت اور خدمتِ خلق سے زیادہ کاروبار، پیشہ اور اپنی خدمتِ حلق کا ذریعہ بنالیا ہے، جس میں شرعی تقاضوں کی رعایت کا پورا لحاظ

نہیں کیا جاتا۔

چنانچہ بعض لوگ پیسے بچانے کے لیے ایسے ایسے سستے اور عیب دار جانوروں کی قربانی کردیتے ہیں، جن کی قربانی یا تو جائز ہی نہیں ہوتی، یا مکروہ وغیرہ ہوجاتی ہے۔

اور اگر قربانی کا گوشت شرکاء لینا نہ چاہیں، تو پھر یہ ظالم سِرے سے قربانی کرتے ہی نہیں، پیسے لے کر جیب میں رکھ لیتے ہیں، اور خود ہی کھا پی جاتے ہیں۔

آج کل اجتماعی قربانی کے عنوان سے ایک اور طبقہ سننے میں آیا، جس کی طرف سے اجتماعی قربانی، گوشت کے وزن کی قیمت کے اعتبار سے انجام دی جانے لگی ہے، جس میں صافی گوشت کی مقدار طے کردی جاتی ہے، مثلاً یہ کہ اتنے وزن کا صافی گوشت اتنے روپیہ میں ملے گا، اور اتنے وزن کا صافی گوشت اتنے روپیہ میں ملے گا، یا جو بھی الفاظ بولیں جائیں، مقصد یہی ہوتا ہے۔

شرعی اعتبار سے مذکورہ طریقہ جائز معلوم نہ ہوسکا، کیونکہ قربانی کا اصل عمل تو مخصوص جانور کے ذبح کرنے سے اداء ہوجاتا ہے، باقی گوشت پوست اور اس کی مقدار اور وزن، یہ ثانوی درجہ کی اور اضافی چیزیں ہیں۔

جب قربانی کے عمل میں صافی گوشت کی قیمت طے کرکے معاہدہ ومعاملہ انجام دیا گیا، تو یہ درحقیقت گوشت کی خرید وفروخت کا معاملہ ہوا، قربانی کا جس عمل سے تعلق تھا، یعنی ذبح ہونا، اس سے خاطر خواہ تعلق باقی نہ رہا۔

اب اگر کسی جانور کا گوشت زیادہ نکلا، تو وہ قربانی کرانے والے کی ملکیت ہونی چاہیے، جبکہ مذکورہ صورت میں اس کو اس کا حقدار نہیں سمجھا جائے گا۔

اور اس کے برعکس اگر کسی جانور کا گوشت کم نکلا، تو وہ اتنی مقدار میں ہی قربانی کرانے والے کی ملکیت ہوگا، اور ''یا مقدر یا نصیب'' والی بات ہوگی، اور ایسی صورت میں گوشت کی مقدار پوری کرنے کے لیے دوسرے ایسے جانور کا گوشت شامل کرنا پڑے گا، جس سے دوسرے شخص کا حق اور اس کی ملکیت وابستہ ہے، کیونکہ قربانی کے گوشت کے ساتھ قربانی کرنے والے کا حق وابستہ ہوجاتا ہے، خواہ اس کا گوشت کم ہو، یا زیادہ۔

www.idaraghufran.org

اس طرح کے مفاسد کی وجہ سے مذکورہ طریقہ شریعت کے مطابق معلوم نہ ہوسکا۔

بعض جگہ اجتماعی قربانی کے نام پر اتنی زیادہ بے اعتدالی ہوچکی ہے کہ اجتماعی قربانی کے شرکاء کو جو گوشت فراہم کیا جاتا ہے، وہ سرے سے قربانی کے جانوروں کا ہوتا ہی نہیں، بلکہ یا تو عام جانور کا گوشت ہوتا ہے، جو کہیں سے خرید لیا جاتا ہے، یا اپنی سہولت کی خاطر قربانی کے جانوروں کو قربانی کا وقت شروع ہونے سے پہلے ذبح کردیا جاتا ہے۔

چنانچہ بعض واقعات ایسے سننے میں آئے کہ اجتماعی قربانی کرنے والے اداروں کی طرف سے اجتماعی قربانی میں شرکت کرنے والے بعض افراد کو عیدالاضحیٰ کے دن فریز شدہ گوشت فراہم کیا گیا، اور بعد میں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ گوشت، عیدالاضحیٰ کا دن شروع ہونے سے پہلے کا فریز کیا ہوا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس طرح سے بھی اجتماعی قربانی کا عمل انجام دینا درست نہیں، کیونکہ قربانی کے لیے جس طرح شریعت کی طرف سے مخصوص جانور اور ان کی شرائط متعین کردی گئی ہیں، اسی طرح سے قربانی کے ایام اور اوقات بھی متعین کردیئے گئے ہیں، قربانی کا وقت شروع ہونے سے پہلے، قربانی کا عمل انجام دینا درست نہیں، اور اگر کوئی ایسا کرے، تو اس طرح کا گوشت کھانے پینے کی ضرورت تو پوری کرسکتا ہے، لیکن اس سے قربانی کا عمل درست قرار نہیں پاتا۔

اس کے علاوہ بھی اجتماعی قربانی کے انتظامات میں بعض جگہ دوسری کوتاہیاں لازم آتی ہیں۔

مثلاً بعض جگہ قربانی کے جانوروں کو دوسرے جانوروں کے سامنے ذبح کیا جاتا ہے، جس سے زندہ جانور کو تکلیف پہنچتی ہے، اور وہ ذبح ہونے سے پہلے ہی جان چھوڑ بیٹھتا ہے۔

اس سے انکار نہیں کہ شہری علاقوں میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایسی نوبت آجایا کرتی ہے، لیکن اپنی طرف سے ممکنہ حجاب کی کوشش کرنی چاہیے۔

ہمارے یہاں ادارہ غفران میں بھی اجتماعی قربانی کا ایک عرصہ سے نظم قائم ہے، اور ادارہ کی عمارت بھی تنگ جگہ میں واقع ہے، جس کی وجہ سے چند سالوں سے، جب سے اجتماعی قربانی کے سلسلے میں وسعت پیدا ہوئی، اس عمل میں سخت دشواری تھی، اور جانوروں کو کھڑا کرنے اور ذبح کرنے کی الگ

الگ اور فاصلہ کی جگہ میسر نہ تھی۔

اور وسیع جگہ حاصل کرنے، بصورتِ دیگر اجتماعی قربانی کے نظم کو ختم، یا محدود کرنے کی تجویز زیرِ غور تھی۔

بالآخر اس سال وسیع جگہ حاصل کر کے، زندہ جانوروں کے کھڑے ہونے اور ذبح کرنے کی جگہ میں فاصلہ رکھا گیا، لیکن ایک چیز کی طرف نہ تو خاطر خواہ توجہ ہوسکی، اور نہ ہی بروقت اس کا انتظام ہوسکا کہ ذبح شدہ جانوروں کا گوشت بنانے کا عمل زندہ کھڑے ہوئے جانوروں کی نظر سے پوشیدہ رکھا جائے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قریب میں موجود زندہ جانوروں نے گوشت دیکھ کر کھانا پینا سب کچھ چھوڑ دیا، اور قربانی کرنے کے بعد بہت سے جانوروں کا گوشت توقع سے بہت کم نکلا، جس کے بعد اندازہ ہوا کہ جانور کی نظر کے سامنے گوشت بنانے سے بھی اس پر اثر پڑتا ہے کہ زندہ جانور وحشت اور خوف کی وجہ سے جیتے جی، جان چھوڑ جاتا ہے۔

اس کے بعد جانوروں کو زندہ جانوروں کے سامنے ذبح کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے سامنے گوشت بنانے کے مفسدہ کا بھی اندازہ ہوا۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے مفاسد ومکروہات سننے میں آتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ موجودہ زمانے میں شہری ماحول میں الگ الگ ہر شخص کے لیے قربانی کا عمل انجام دینا مشکل ہوگیا ہے، جس کی وجہ سے اجتماعی قربانی میں حصہ ڈالنے کا رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے، لیکن اسی کے ساتھ بعض پیشہ ور، لالچی اور کم علم لوگوں نے اس عمل کو عبادت سے زیادہ کاروبار اور پیشہ کی جہت سے انجام دینا شروع کر دیا ہے، اور اس میں مختلف مفاسد ومکروہات کا ارتکاب ہورہا ہے، جن سے بچنے بچانے کی ضرورت ہے۔

اجتماعی قربانی میں حصہ لینے والے شرکاء کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی قربانی کے عمل کو ہر کس وناکس کے حوالہ نہ کریں، اور صرف بعض ظاہری انتظامات پر نظر نہ کریں، جب تک پورا اطمینان حاصل نہ کرلیں، اور گوشت کی مقدار وغیرہ کو ذبح کے شرعی عمل کے تابع نہ سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

عبرت کدہ   حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط68   مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَ بۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی لاش کی حفاظت، نشانِ عبرت کے طور پر

جب فرعون اور اس کا لشکر، سمندر میں غرق ہوا، تو بنی اسرئیل کو فرعون کے غرق ہونے کا یقین نہ آیا، کیونکہ بنی اسرائیل عرصۂ دراز سے فرعون کی غلامی میں جکڑے ہوئے، طرح طرح سے فرعون کے ظلم وستم کا شکار تھے، اس لیے ان کو ایسے جابر وظالم کے مرنے کا یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے مردے جسم کو دریا کے کنارے پر ڈال دیا، اس کی لاش نہ تو پانی میں ڈوب کر معدوم ہوئی، اور نہ ہی مچھلیوں کی خوراک بنی، جب لوگوں نے اس کی لاش کو دیکھ لیا، تب انہیں اس کی موت کا یقین آ گیا۔ [1]

قرآن مجید کی سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ آیَةً وَإِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ آیَاتِنَا لَغَافِلُوۡنَ (سورة یونس، رقم الآیة ۹۲)

یعنی ''لہٰذا آج ہم تیرے (صرف) جسم کو بچائیں گے تا کہ تو اپنے بعد کے لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بن جائے (کیونکہ) بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل بنے ہوئے ہیں''۔

---

[1] قوله سبحانه وتعالى: فاليوم ننجيک ببدنک أی نلقيک على نجوة من الأرض وهی المكان المرتفع.
قال أهل التفسير: لما أغرق الله سبحانه وتعالى فرعون وقومه أخبر موسى قومه بهلاک فرعون وقومه فقالت بنو إسرائيل ما مات فرعون وإنما قالوا ذلک لعظمته عندهم وما حصل فی قلوبهم من الرعب لأجله فأمر الله عز وجل البحر فألقى فرعون على الساحل أحمر قصيرا كأنه ثور فرآه بنو إسرائيل فعرفوه فمن ذلک الوقت لا يقبل الماء ميتا أبدا، ومعنى قوله ببدنک يعنی نلقيک وأنت جسد لا روح فيه وقيل هذا الخطاب على سبيل التهكم والاستهزاء كأنه قيل له ننجيک ولكن هذه النجاة إنما تحصل لبدنک لا لروحک (تفسير الخازن، ج۲ص ۴۶۲، ۲۶۳، سورة يونس)

مطلب یہ ہے کہ فرعون کی کی لاش کو اس کی موت کے بعد ہم نے سمندر کے کنارے ڈال دیا، تا کہ وہ دیکھنے والوں کے لئے نشان عبرت بن جائے۔

چنانچہ وہ جگہ جزیرہ نمائے سینا کے مغربی ساحل پر آج تک موجود اور معروف ہے، جہاں فرعون کی لاش پڑی ہوئی پائی گئی تھی، اس کو موجودہ زمانے میں جبلِ فرعون کہا جاتا ہے، اس کے نزدیک گرم پانی کا ایک چشمہ بھی موجود ہے، جس کو مقامی آبادی نے حمامِ فرعون کے نام سے موسوم کر رکھا ہے، اور علاقے کے باشندے اسی جگہ کی نشاندہی کرتے ہیں کہ فرعون کی لاش یہیں پڑی ہوئی ملی تھی۔

لوگوں کے لیے نشانی بن جانے کا مطلب یہ ہے کہ فرعون اور اس کی ساری فوج کے غرق ہو جانے کے بعد، اللہ تعالیٰ نے فرعون کی لاش سمندر کے کنارے پر باہر نکال پھینکی، تا کہ وہ بعد والوں کے لیے عظیم نشانی بنے، اور بنی اسرائیل کے کمزور عقیدے والوں کو بھی خدائی کے دعوے دار کی حقیقت اور انجام آنکھوں سے دیکھنے کا موقع مل جائے، اور فرعون اور اس کا سمندر میں غرق ہونے کا واقعہ بعد میں ہر اس شخص کے لیے قدرت کی عظیم نشانی بن جائے، جو اس کو سنے، یا پڑھے۔

آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ہماری آیتوں سے بالکل غافل ہیں، اس لیے وہ ان نشانیوں سے کوئی سبق نہیں لیتے، سو غفلت ولا پرواہی بیماریوں کی بیماری اور خرابی وفساد کی جڑ بنیاد ہے، پس غفلت کے مارے ایسے لوگ ان میں غور وفکر سے کام نہیں لیتے ہیں۔ [1]

اس آیت سے اتنا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کر دیا، اور اس کی نعش کو پانی میں بہنے سے اور دریائی جانوروں کے کھانے سے محفوظ فرما دیا، اس کی لاش کو لوگوں نے دیکھا، اور اس سے لوگوں کو بھی عبرت ہوئی کہ جو شخص اپنے آپ کو سب سے بڑا رب کہتا تھا، اور جسے معبود سمجھا جاتا تھا، اس کا یہ انجام ہوا، سارا اقتدار تخت وتاج محلات سب دھرے رہ گئے، اور سمندر میں ڈوب کر نہ صرف وہ تنہا، بلکہ اس کے لشکری بھی ہلاک ہو گئے، بنی اسرائیل کو بھی یقین آ گیا کہ ہمارا جو دشمن تھا،

---

[1] لتكون لمن خلفك اى من ورائك آية أى عبرة وعظة– او اية دالة على طريقة التوحيد مظهرا لعجز البشر وان كان ملكا فانه كان فى نفوس بنى إسرائيل متخيلا متمكنا انه لا يهلك حتى شكوا فى موته حين أخبرهم موسى عليه السلام الى ان عاينوه مطروحا على ممرهم من الساحل او لمن يأتى بعدك من القرون إذا سمعوا مال أمرك ممن شاهدك ونكالا عن الطغيان وإن كثيرا من الناس يعنى الكفار عن آياتنا لغافلون لا يتفكرون فيها ولا يعتبرون بها (التفسير المظهرى، ج۵ ص۵۳، سورة يونس).

www.idaraghufran.org

وہ غرق ہوگیا، اور جس کے ڈر سے بھاگے تھے، اس کی ڈوبی ہوئی لاش کو نظروں کے سامنے دیکھ لیا، اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے جو دعاء کی تھی اس کی قبولیت واضح طور پر نظروں کے سامنے آگئی۔

اس آیت میں لفظ ''خَلْفَکَ'' جو فرمایا گیا ہے، جس کے معنیٰ یہ ہے کہ ''جو لوگ تیرے پیچھے ہیں تو ان کیلئے عبرت بن جائے'' اس کا عموم اس وقت کے موجودہ لوگوں کو بھی شامل ہے اور بعد میں آنے والوں کو بھی، لیکن قرآن مجید میں ایسا کوئی لفظ نہیں، جس سے یہ معلوم ہو کہ کتنے عرصہ تک اس کی نعش کو محفوظ رکھا گیا۔

اس زمانہ کے لوگوں کو عبرت حاصل ہونے کے بعد اس کی نعش محفوظ نہ رہی ہو، تو اس میں اشکال کی کوئی بات نہیں، اور اگر زمانہ دراز تک باقی رہی ہو، تو یہ بھی ممکن ہے۔

اہلِ مصر کو نعشوں پر مصالحہ لگا کر باقی رکھنے کا شوق تھا، اور اس کو مصالحہ لگا کر باقی رکھتے تھے، اس مصالحہ لگی نعش کو ''ممی'' کہا جاتا تھا، کچھ عرصہ سے ایسی بہت سی نعشیں مصر میں نکل چکی ہیں، اور ان میں فرعون کی نعش بھی بتائی جاتی ہے، جو قاہرہ کے عجائب گھر میں موجود ہے، کیونکہ لفظ فرعون کسی ایک شخص کا نام نہیں، اس زمانے میں مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کا لقب دیا جاتا تھا (انوار البیان)

یقینی طور پر ایسا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں اس فرعون کی نعش بھی ہے، جو حضرت موسیٰ کا تعاقب کرتے ہوئے غرق ہوا تھا، کیونکہ شرعی سند سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اب موجودہ زمانے کے مؤرخین اور ماہرین نے یہ تحقیق کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا، اس کا نام ''منفتاح'' تھا، اور اس کی لاش صحیح سلامت دریافت ہوگئی ہے، اب تک یہ لاش قاہرہ کے عجائب گھر میں محفوظ ہے، اور سامان عبرت بنی ہوئی ہے، اگر یہ تحقیق درست ہے تو یہ آیت کریمہ قرآن کریم کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے؛ کیونکہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب لوگوں کو یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ فرعون کی لاش اب بھی محفوظ ہے، سائنسی طور پر انکشاف بہت بعد میں ہوا (آسان ترجمہ قرآن)

علاوہ ازیں اگر اس کی لاش محفوظ نہ بھی رہے تو تاریخ اور قرآن میں اس واقعہ کا ذکر ہی بعد والوں کے لیے بطور عبرت اور نشانی کافی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ سبت کو بندر بنانے کے متعلق فرمایا کہ:

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (سورةُ البقرة، رقم الآية ٦٦)

یعنی ''ہم نے اسے (یعنی اس واقعہ کو) ان لوگوں کے لیے، جو اس کے سامنے تھے، اور جو اس کے پیچھے تھے، ایک عبرت اور ایک نصیحت بنا دیا''۔

حالانکہ ان میں سے کسی مسخ شدہ بندر کی کوئی ممی کہیں موجود نہیں، اس لیے اگر مصر کے عجائب گھر میں یہ اس فرعون کی لاش نہ ہو، تب بھی بعد والوں کے لیے اس واقعہ کے نشانِ عظیم ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بعض حضرات کے نزدیک 1907ء میں جب فرعونوں کی لاشیں دریافت ہوئی تھیں، تو حفریات اور آثارِ قدیمہ کے ایک ماہر مسٹر گرافٹن الیٹ سمتھ(Grafton Elliot Smith) نے جب اس کی ممی پر سے پٹیاں کھولیں، تو اس کی لاش پر نمک کی ایک تہہ جمی ہوئی پائی گئی تھی، جو کہ اس کے کھارے پانی میں غرق ہونے کی ایک کھلی علامت تھی۔ واللہ أعلم۔

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

’’إِذْخِرْ‘‘ (ایک قسم کی خوشبودار گھاس)

کئی احادیث میں’’إِذْخِــــرْ‘‘، گھاس کا ذکر آیا ہے، فارسی زبان میں اسے’’کاہِ مکی‘‘، اور انگریزی زبان میںLemon Grass، کہتے ہیں۔

’’إِذْخِرْ‘‘، ایک خوشبودار گھاس ہے، بعض اطباء نے سب سے اچھا’’إِذْخِرْ‘‘، مکہ مکرمہ کا قرار دیا ہے۔احادیث میں’’إِذْخِرْ‘‘، گھاس کا استعمال مختلف طور پر بیان ہوا ہے۔

ذیل میں پہلے وہ احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکہ کے دن فرمایا کہ:

إِنَّ هَـذَا الْبَـلَـدَ حَـرَّمَـهُ الـلّـهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ بِـحُـرْمَةِ الـلّـهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ يَـحِـلَّ لِـي إِلَّا سَـاعَةً مِـنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُـعْـضَـدُ شَـوْكُـهُ، وَلَا يُـنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلَا يَلْتَقِطُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا، وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَـا رَسُولَ اللهِ، إِلَّا الْإِذْخِرَ، فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ، فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ (مسلم، رقم الحديث ۴۴۵’’۱۳۵۳‘‘)

ترجمہ: اللہ نے اس شہر(مکہ) کو اس دن احترام والا قرار دیا تھا، جس دن آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا تھا، تو یہ اللہ کے احترام والا قرار دینے کی وجہ سے قیامت تک احترام والا رہے گا، اور اس احترام کی وجہ سے اس شہر(مکہ) میں میرے سے پہلے بھی کسی کے لئے قتال حلال نہیں ہوا تھا، اور نہ میرے لیے اس (شہرِ مکہ) میں قتال حلال ہوا ہے، سوائے ایک دن میں تھوڑی دیر کے لیے، تو اب یہ (شہرِ مکہ) اللہ کے احترام والا قرار دینے کی وجہ سے قیامت تک احترام والا رہے گا، نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں، اور نہ

www.idaraghufran.org

ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے، اور کوئی بھی یہاں گری پڑی چیز کو نہ اُٹھائے، سوائے اس چیز کے جس کے مالک کی پہچان ہو، اور نہ اس کی گھاس کاٹی جائے، تو عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سوائے ''إِذْخِــرُ'' (گھاس) کے، کیونکہ یہ (گھاس) اپنے (لوہار وسنار) کاریگروں کے (پگھلانے وغیرہ کے) کام آتی ہے، اور گھروں میں کام آتی ہے، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جی ہاں) سوائے ''إِذْخِرُ'' (گھاس) کے (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِلَّا الإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ لاَ بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالبُيُوتِ، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: إِلَّا الإِذْخِرَ فَإِنَّهُ حَلاَلٌ (بخاری، رقم الحدیث ۴۳۱۳)

ترجمہ: عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سوائے ''إِذْخِــرُ'' (گھاس) کے، کیونکہ کاریگروں (یعنی لوہار وسنار) کا اور گھروں (کی چھتوں) میں ''إِذْخِــرُ'' (گھاس) کے بغیر گزارا نہیں ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے، پھر فرمایا کہ (جی ہاں) سوائے ''إِذْخِـرُ'' (گھاس) کے، اس لئے کہ یہ حلال ہے (بخاری)

مذکورہ حدیث میں ''إِذْخِـرُ'' (گھاس) کاریگروں کے کام کی چیز بتلائی گئی ہے، کیونکہ ''إِذْخِـرُ'' (گھاس) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سونا ولوہا پگھلانے (گلانے، یا ڈھالنے) یا زیور صاف کرنے کے لئے لکڑی اور کوئلے کی جگہ آگ جلانے وبھڑکانے کے کام آتی تھی، اسی طرح گھروں اور قبروں کی چھتوں کی بناوٹ میں بھی ''إِذْخِرُ'' (گھاس) استعمال ہوتی تھی۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ:

فَقَالَ الْعَبَّاسُ: إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي قُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ (مسلم، رقم الحدیث

www.idaraghufran.org

۱۳۵۵"۴۴۷")

ترجمہ: عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سوائے ''إِذْخِر'' (گھاس) کے، کیونکہ اس (گھاس) کو ہم اپنی قبروں اور گھروں میں رکھتے ہیں، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جی ہاں) سوائے ''إِذْخِر'' (گھاس) کے (مسلم)

گویا کہ ''إِذْخِر'' (گھاس) زندگی میں بھی اور فوت ہونے کے بعد بھی انسانوں کے استعمال میں آتی ہے۔ [1]

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، وَمِنَّا مَنْ مَضَى، أَوْ ذَهَبَ، لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، لَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً , كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ، وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلِهِ الإِذْخِرَ، أَوْ قَالَ: أَلْقُوا عَلَى رِجْلِهِ مِنَ الإِذْخِرِ (بخاری، رقم الحديث ۴۰۴۷)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی، تو ہمارا اجر وثواب اللہ کے ذمہ ہوگیا، چنانچہ کچھ لوگ تو ہم میں سے دنیا سے

---

[1] فَقَالَ العَبَّاسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِلَّا الإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا؟ فَقَالَ: إِلَّا الإِذْخِرَ (بخارى، رقم الحديث ۱۳۴۹، باب الإذخر والحشيش فى القبر)

وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ: إِلَّا الإِذْخِرَ، لِصَاغَتِنَا وَلِسُقُفِ بُيُوتِنَا، فَقَالَ: إِلَّا الإِذْخِرَ (بخارى، رقم الحديث ۲۰۹۰)

(فقال العباس: يا رسول الله إلا الإذخر) بالنصب فى أكثر النسخ، وفى بعضها بالرفع وهو تلقين والتماس ; أى: قل إلا الإذخر بكسر الهمزة والخاء المعجمة بينهما ذال معجمة ساكنة، وهو نبت عريض الأوراق (فإنه) : أى: الإذخر نافع ومحتاج إليه (لقينهم) : القين الحداد، وكذا الصياغ فإنهم يحرقونه بدل الحطب والفحم) .ولبيوتهم) أى لسقفها وكذا لسقف قبورهم، والمعنى لبيوتهم حال حياتهم ومماتهم، فقال: " إلا الإذخر (مرقاة، تحت رقم الحديث ۲۷۱۵، باب حرم مكة)

www.idaraghufran.org

گزر گئے، اور اپنے اجروثواب کا کچھ بدلہ (دنیا میں) نہ پایا، اُن لوگوں میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو اُحد کے دن شہید ہوئے، انہوں نے ایک دھاری دار چادر کے علاوہ کچھ نہ چھوڑا، جب ہم اُس چادر سے اُن کا سر ڈھانپتے تھے، تو اُن کے پاؤں کُھل جاتے تھے، اور جب اُن کے پاؤں چھپائے جاتے تھے تو اُن کا سر کُھل جاتا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ چادر سے ان کا سر چھپادو، اور ان کے پاؤں پر ''إِذْخِــرُ'' (گھاس) ڈال دو یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ان کے پاؤں پر تھوڑی سی ''إِذْخِرُ'' (گھاس) ڈال دو (بخاری)

مذکورہ حدیث میں صحابیٔ رسول حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے کفن کے کپڑے کی کمی کی وجہ سے ''إِذْخِرُ'' (گھاس) کے ذریعہ اُن کے قدموں کا ڈھانپنا معلوم ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَهَّـزَ رَسُـولُ الـلـهِ صَـلَّـى الـلـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِي خَمِيلٍ، وَقِرْبَةٍ، وَوِسَـادَةِ أَدَمٍ حَشْـوُهَا إِذْخِرٌ "قَـالَ أَبُـو سَعِيدٍ: لِيفٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۱۵، إسناده قوی)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز میں چادر، مشکیزہ، اور چمڑے کا تکیہ دیا تھا، جس میں ''إِذْخِرُ'' (گھاس) بھری ہوئی تھی (مسند احمد)

مذکورہ احادیث وروایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ''إِذْخِــرُ''، گھاس کے استعمال کے مختلف طریقے بیان ہوئے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''إِذْخِــرُ''، گھاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی مفید گھاس شمار ہوتی تھی۔

طبی اعتبار سے بھی اطباء نے، ''إِذْخِــرُ''، گھاس کے سفوف یا قہوہ جات کی شکلوں میں استعمال کے مختلف طریقے بیان کیے ہیں، اور اس کو ایک مفید جڑی بوٹی تسلیم کیا ہے، چنانچہ موجودہ دور میں مشہور قہوہ جسے انگریزی زبان میں Lemon Grass، کہا جاتا ہے، اسی ''إِذْخِــرُ''، گھاس کی ایک قسم اور شکل ہے۔

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب و روز

☐...... 12/19/26/ ذی الحجہ 1442ھ اور 4/محرم الحرام 1443ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐...... 7/14/21/28/ذی الحجہ 1442ھ اور 6/محرم الحرام 1443ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

☐...... 21 ذی الحجہ/ بروز اتوار، تبلیغی مرکز، مسجد ابوالقاسم (ٹرسٹ) اسلام آباد، کی طرف سے راولپنڈی، اسلام آباد کے علماء کے لئے دیئے گئے عشائیہ میں، مدیر صاحب کا جانا ہوا۔

☐...... 24 ذی الحجہ/ بروز بدھ سے تعطیلاتِ عیدالاضحیٰ کے بعد ادارہ کے تمام شعبوں میں تعطیلات کے اختتام پر معمولات کا آغاز ہوا۔

☐...... 27 ذی الحجہ/ بروز ہفتہ، چند اراکینِ ادارہ، بعض اُمورِ ادارہ کے تحت بہلوال کے علاقہ میں تشریف لے گئے، اس سفر سے عشاء تک واپسی ہوئی۔

☐...... 28 ذی الحجہ/ بروز اتوار، مفتی صاحب مدیر، اپنے ایک قدیمی رفیق جناب زاہد صاحب صراف کے یہاں عشائیہ پر مدعو تھے۔

☐...... 7/محرم الحرام، بروز پیر، مولانا سہیل صاحب (برادر مولانا احسان صاحب، رائیونڈ) بعد ظہر چند علماء کی معیت میں دارالافتاء میں مفتی صاحب، مدیر سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

☐...... 8/محرم الحرام، بروز منگل، بعد ظہر، بعض اراکینِ ادارہ، مدیر صاحب کی نیابت میں اسلام آباد میں ایک مقام پر مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب زید مجدہم (جامعۃ الرشید) سے ملاقات کے لئے گئے۔

☐...... 8/محرم الحرام، بروز منگل، جناب یوسف صاحب (ابنِ شامی صاحب مرحوم) نے ادارہ کے اراکین کی صبح ناشتہ میں، ادارہ میں ہی ضیافت کی۔

☐...... 22/ ذی الحجہ (2/اگست) بروز پیر سے تعمیرِ پاکستان سکول میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے بعد تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوا، طلبہ/ طالبات ستمبر کے پہلے عشرے میں ہونے والے فرسٹ ٹرم امتحانات کی تیاری میں مشغول ہیں۔

www.idaraghufran.org

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/جولائی/2021ء/10/ذی الحجہ/1442ھ: پاکستان: ملک میں آج عید الاضحیٰ، فرزندانِ اسلام سنتِ ابراہیمی ادا کریں گے ☎ سعودی عرب: حجاج منیٰ پہنچ گئے، شیطان کو کنکریاں ماریں 24/جولائی: پاکستان: سندھ میں کورونا پابندیاں پھر نافذ، تعلیمی ادارے، ہوٹلز، شادی ہالز بند، فیصل مسجد سیل، گوادر میں سیاحت پر پابندی 25/جولائی: پاکستان: اندرون ملک فضائی سفر کے لیے ویکسین لازمی قرار، پنجاب میں گھر گھر مہم کا اعلان 26/جولائی: پاکستان: آزاد کشمیر الیکشن، پی ٹی آئی کو واضح برتری، پیپلز پارٹی دوسری، ن لیگ تیسری پوزیشن پر 27/جولائی: پاکستان: زرِ مبادلہ کے ذخائر پہلی بار 25ارب ڈالر سے تجاوز کر گئے، اسٹیٹ بینک 28/جولائی: پاکستان: وفاقی کابینہ، نیشنل سائبر سکیورٹی کی منظوری، چینی پر سیل ٹیکس کا نفاذ، ایکس مل پرائس پر کرنے کا فیصلہ 29/جولائی: پاکستان: PP-38 سیالکوٹ کا ضمنی انتخاب پی ٹی آئی نے نشست جیت لی 30/جولائی: پاکستان: کورونا، شہریوں کو 31اگست تک ویکسین لگوانے کی مہلت، ویکسی نیشن نہ کرانے والے اساتذہ پڑھا نہیں سکیں گے 31/جولائی: پاکستان: پنجاب کے اسکولوں میں قرآن کریم کی تعلیم لازمی قرار، پانچویں تک ناظرہ، ششم سے بارہویں تک ترجمے کے ساتھ پڑھایا جائے گا یکم/اگست: پاکستان: پٹرول اور مٹی کا تیل پھر مہنگا، پٹرول کی قیمت ایک روپے 71 پیسے اضافے کے ساتھ 119 روپے 80 پیسے فی لٹر ہوگئی، مٹی کا تیل 35 پیسے لٹر مہنگا، ہائی اسپیڈ ڈیزل اور لائٹ ڈیزل آئل کی قیمتیں برقرار ☎ چینی ایک روپیہ 26 پیسے کلو مہنگی، نوٹیفکیشن جاری 2/اگست: پاکستان: آزاد کشمیر، پی ٹی آئی کو حکومت سازی کے لیے سادہ اکثریت مل گئی، خواتین نشستوں پر انتخاب کے بعد 53 ارکان ایوان میں، پی ٹی آئی کی نشستوں کی کل تعداد 29، پیپلز پارٹی کو 12 اور مسلم لیگ ن کو 7 نشستیں ملیں 3/اگست: پاکستان: ڈالر کی اونچی اڑان، 163 روپے سے بھی تجاوز کر گیا 4/اگست: پاکستان: کورونا، پنجاب، کے پی کے میں پابندیاں مزید سخت، ریلوے سفر کے لیے ویکسی نیشن سرٹیفکیٹ لازمی 5/اگست: پاکستان: نومنتخب وزیرِ اعظم آزاد کشمیر عبدالقیوم نیازی نے عہدے کا حلف اٹھالیا، صدر نے نومنتخب وزیر اعظم سے حلف لیا 6/اگست: پاکستان: یومِ استحصال، کشمیریوں سے بھرپور یکجہتی، بھارت کے خلاف شدید احتجاج، پاکستان سمیت دنیا بھر میں مظاہرے، وادی میں ہڑتال 7/اگست: پاکستان: ملک بھر کے لیے بجلی قیمتوں میں کمی، نیپرا کی فیول ایڈجسٹمنٹ کے لیے 19 پیسے یونٹ کمی کی منظوری، اطلاق صرف اگست کے بلوں میں ہوگا، کے الیکٹرک کے لیے اضافہ 8/اگست: پاکستان: امریکا نے

www.idaraghufran.org

پاکستان کے لیے سفری پابندیوں میں نرمی کردی ✍ 9/اگست :پاکستان: پاکستان کی 10فیصد آبادی کی کورونا ویکسی نیشن مکمل، 1 کروڑ 25لاکھ 9ہزار سے زاید شہریوں کی ویکسین کی دو ڈوز مکمل، وزارتِ صحت ✍ 10/اگست : پاکستان: ڈالر دوبارہ 164روپے سے تجاوز، سٹاک مارکیٹ میں مندی، 67ارب 53 کروڑ ڈوب گئے ✍ 11/اگست : پاکستان: صاف پانی کی فراہمی کا مسئلہ سنگین، پنجاب میں 52فیصد نمونے مضرصحت نکلے ✍ 12/اگست : پاکستان: پی ڈی ایم کا مہنگائی کے خلاف ملک گیر احتجاج کا اعلان، انتخابی اصلاحات مسترد، 29اگست کو کراچی میں جلسہ ✍ 13/اگست : پاکستان: کراچی سمیت 29بڑے شہروں کا پانی مضر صحت ہے، وفاقی حکومت کی تصدیق ✍ 14/اگست : پاکستان: گٹھ جوڑ سے چینی مہنگی، شوگر ملز کو 44ارب جرمانہ، مسابقتی کمیشن کا تاریخی فیصلہ ✍ 15/اگست : پاکستان: یوم آزادی جوش وجذبے سے منایا گیا، پرچم کشائی کی تقاریب، خصوصی دعائیں ✍ 16/اگست : افغانستان: طالبان کابل میں داخل، صدارتی محل پر قبضہ، اشرف غنی فرار، امریکہ نے مشروط حمایت کا اعلان کردیا، جنگ ختم ہوگئی، مضبوط اسلامی حکومت بنائیں گے، عام معافی کا اعلان، ترجمان طالبان ☎ پاکستان: مٹی کا تیل اور لائٹ ڈیزل مہنگا، پٹرول کی قیمتیں برقرار ✍ 17/اگست : پاکستان: وزیرِ اعظم نے یکساں تعلیمی نصاب کا اجراء کردیا ✍ 18/اگست : پاکستان: تحریکِ انصاف کے بیرسٹر سلطان محمود آزاد کشمیر کے صدر منتخب ✍ 19/اگست : پاکستان: گیس نرخوں میں 14فیصد اضافہ، یوٹیلیٹی اسٹورز پر کئی اشیاء مہنگی۔